کلمۃ الخیر

استحکام مدارس و پاکستان کانفرنس کا التواء

ع دبی ہے آگ جگر کی، مگر بجھی تو نہیں

حمد و ستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانۂ عالم کو وجود بخشا
اور
درود و سلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنھوں نے حق کا بول بالا کیا۔

۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ، ۳ اپریل ۲۰۱۶ء بروز اتوار گلشن اقبال پارک لاہور میں منعقد ہونے والی ''استحکام مدارس و پاکستان کانفرنس'' کے التواء کی خبر نے دینی مدارس سے محبت و عقیدت اور وابستگی رکھنے والوں کے قلوب کو افسردہ اور غم زدہ کر دیا۔

''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے زیر اہتمام اس کانفرنس کی تیاریاں کئی ماہ سے جاری تھیں، اس کانفرنس کو دینی مدارس کے خلاف مسموم فضا میں بادِ نسیم کا خوشگوار جھونکا اور ایسا نشانِ منزل قرار دیا جا رہا تھا جس سے اہل مدارس کو ولولۂ تازہ اور نیا حوصلہ ملتا، تعمیر ملت میں مدارس کا کردار اور خدمات اجاگر ہوتیں، مدارس کے ناقدین حقیقت حال سے آگاہ ہوتے اور مدارس کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ کا سدّ باب ہوتا۔ مگر افسوس کہ اس کانفرنس کے انعقاد سے ٹھیک ایک ہفتہ قبل اسی پارک میں بم دھماکے کا افسوسناک والمناک سانحہ پیش آیا جس میں ۷۴ افراد جان بحق اور تین سو سے زائد زخمی ہو گئے۔

اس اندوہناک واقعہ نے پوری قوم کو اشکبار کر دیا، دہشت گردوں نے لاہور کے گنجان ترین علاقے کے پُر رونق پارک میں بے گناہ افراد ''جن میں بچے اور خواتین بھی شامل تھیں'' نشانہ بنا کر ایک مرتبہ پھر پاکستان کے استحکام و سلامتی پر وار کیا ہے۔ دہشت گردی کے اس واقعہ کی بلا امتیاز تمام طبقوں نے شدید مذمت کی ہے مذہبی حلقوں میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے قائدین نے اس سانحہ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اسے ذاتی صدمہ قرار دیا اور کہا کہ بم دھماکوں سے بے گناہ افراد کی جان لینا حرام اور اسے

جائز سمجھنا کفر ہے۔تاہم اس سانحہ کے فوراًبعد ٹی وی اینکرز اور الیکٹرانک میڈیا نے جس غیر ذمہ داری، پیشہ وارانہ خیانت اور مدارس دشمنی کا مظاہرہ کیا وہ بھی کسی سانحہ سے کم نہیں ہے۔اس بم دھماکہ میں مظفر گڑھ کی نواحی بستی کے حافظ محمد یوسف بھی شہید ہوئے، مرحوم نوجوان، باریش اور لاہور کے ایک دینی مدرسہ کے استاذ تھے، ان کا شناختی کارڈ ان کی جیب میں تھا، دینی حلقوں اور مذہبی شخصیات سے پرخاش رکھنے والے سیکولر ذہنیت کے حامل ٹی وی اینکرز کے لیے حافظ محمد یوسف کا ستم رسیدہ لاشہ دینی مدارس کی کردار کشی اور ان پر سنگ باری کے لیے ایک نعمت ثابت ہوا، بے رحم اینکرز نے کسی ثبوت کے بغیر محض ایک پولیس افسر کے کہنے پر محمد یوسف شہید کو دہشت گرد باور کرایا، ہماری ''فرض شناس'' پولیس نے چابکدستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً محمد یوسف کے ۳ بھائیوں اور چچا کو گرفتار کرلیا، مدرسہ سے محمد یوسف کا تعلق ہونے کی وجہ سے مدارس کو نشانۂ سب وشتم بنایا گیا اور جنوبی پنجاب میں مدارس کے خلاف بلا جواز آپریشن اور دینی و مذہبی شخصیات کی گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کردیا گیا ہے جو تا حال جاری ہے۔

بعد ازاں حقیقت کھلی کہ حافظ محمد یوسف کا کسی قسم کی دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ مظلوم خود دہشت گردی کا نشانہ بنا ہے، اس پر پولیس نے حافظ محمد یوسف کے خاندان کے گرفتار کردہ افراد کو رہا کردیا اور حقائق کی روشنی میں ایک اور دہشت گرد کا خاکہ شائع کردیا۔

اس پوری کارروائی میں مدارس دینیہ کی عظمت و نیک نامی کو جو نقصان پہنچا، اس کی تلافی بہت مشکل ہے، اگرچہ مدارس کو کئی سالوں سے حوصلہ شکنی اور کردار کشی کا سامنا ہے مگر جہاد افغانستان کے بعد زیادہ شدت کے ساتھ عالمی استعمار دینی مدارس کو کمزور کرنے اور انہیں ان کے تاریخی معاشرتی کردار سے محروم کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے، بدقسمتی سے ہمارے موجودہ حکمران بھی عالمی سیکولر قوتوں کے اس اسلام دشمن ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں اور (دجالی) میڈیا اس مشن میں ان کا پوری طرح معاون ہے۔

۲۷ مارچ ۲۰۱۶ء کو گلشن اقبال پارک میں ہونے والے اس بم دھماکے کو ایک طرف مدارس کے خلاف منفی پروپیگنڈے اور کارروائیوں کے لیے استعمال کیا گیا تو دوسری طرف اسی پارک میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے زیر اہتمام ۳ اپریل ۲۰۱۶ء بروز اتوار منعقد ہونے والی ''استحکام مدارس و پاکستان کانفرنس'' کو ملتوی کرنے پر زور دیا گیا۔ ''وفاق المدارس'' کی مدبر و جرأتمند قیادت نے حکومتی دباؤ قبول کرنے کی بجائے معروضی حالات پر غور وخوض کے لیے ''وفاق المدارس'' کی مجلس عاملہ کا ہنگامی اجلاس طلب کیا، جس نے طویل مشاورت کے بعد سانحۂ لاہور میں جاں بحق ہونے والوں کے ورثاء سے اظہار تعزیت و ہمدردی کے تحت رضا کارانہ طور پر کانفرنس کے التواء کا فیصلہ کیا۔

دہشت گردی کے اس المناک واقعہ کے اسباب وعلل کے بارے میں متعدد آراء کا اظہار کیا جارہا ہے، بعض مبصرین کا کہنا ہے کہ اس دھماکے کا تعلق پاکستان سے باہر سے ہے اور یہ عالمی سازش ہے تاکہ پاکستان کو غیر فعال کیا جاسکے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ضرب عضب کے نتیجے میں ملک میں دہشت گردی کے واقعات میں ۷۰ سے ۸۰ فیصد کمی واقع ہوئی ہے، بچے کھچے دہشت گردوں نے یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ ہمارا وجود ختم نہیں ہوا، ایک رائے یہ ہے کہ لاہور خودکش دھماکہ "را" ایجنٹ کی گرفتاری کا ردِّعمل ہوسکتا ہے، وجہ کوئی بھی ہو نتائج کے اعتبار سے اس دھماکے کا سب سے زیادہ نقصان "وفاق المدارس العربیہ" اور دینی مدارس کو پہنچا ہے، جس کے زیر اہتمام ۳ اپریل کو اسی پارک میں ایک عظیم الشان "استحکام مدارس و پاکستان کانفرنس" کے انعقاد کا اعلان کیا گیا تھا۔ اگرچہ اس افسوسناک سانحہ کے باعث کانفرنس کا التواء ناگزیر ہوگیا تھا مگر کانفرنس کی تیاری کے ضمن میں معاشرے کے مختلف طبقوں سے جو رابطے ہوئے ان سے عیاں ہوتا ہے کہ مدارس کے خلاف ہر قسم کے منفی پروپیگنڈے کے باوجود دین کا درد رکھنے والے کروڑوں مسلمان مدارس کے وسیع، منظم، مربوط اور متحرک نظام تعلیم پر اعتماد کرتے ہیں اور مسلمانوں کے تہذیبی اور دینی تشخص کی حفاظت وبقاء کے لیے مدارس کو ملتِ اسلامیہ کا جزو لاینفک سمجھتے ہیں۔

صلحائے امت کا سفرِ آخرت

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی ؒ:

گزشتہ ماہ دنیائے علم وعمل کے کئی چراغ بجھ گئے، جس سے ظاہری روشنیوں کے باوجود روحانی دنیا کی تاریکیاں کچھ اور گہری ہوگئیں۔

یکم جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ، مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبیداللہ اشرفی ؒ اس دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔ حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی ؒ بہت بلند نسبتوں کے حامل تھے، موقوف علیہ تک انہوں نے درس نظامی کی بیشتر کتب اپنے جلیل القدر والد ومربی حضرت مولانا مفتی محمد حسن قدس سرہ (خلیفہ اجل حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ) سے پڑھیں اس کے ساتھ انہیں یہ خاص امتیاز حاصل تھا کہ انہوں نے فارسی سے لے کر صحیح بخاری تک تمام درسی کتب کا پہلا سبق حضرت تھانوی ؒ سے پڑھا تھا اور پھر حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ کے مشورے اور حکم سے دورہ حدیث کے لیے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور استاذ المحدثین حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ جیسی شخصیات سے حدیث شریف کی تکمیل کی۔ مولانا خوش

الحان قاری اور مترنم آواز کے مالک تھے، اس لیے دارالعلوم دیوبند میں ان چند گنے چُنے خوش نصیب طلبہ میں شامل تھے جنہیں بکثرت اپنے اساتذہ کرام کے سامنے احادیث کی تلاوت کی سعادت نصیب ہوئی استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ کے جانشین اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے سابق مہتمم استاذ محترم حضرت مولانا محمد شریف جالندھری ؒ بھی دارالعلوم دیوبند میں مولانا مرحوم کے ہم سبق تھے۔

حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی ؒ علم وعمل، ذہانت وفطانت اور زہد وتقوی کے باوجود حیرت انگیز حد تک بے نفس اور متواضع انسان تھے، کم وبیش پچپن سال تک جامعہ اشرفیہ جیسی عظیم دینی درسگاہ کے مہتمم رہے اہل مدارس کی روایت کے مطابق چاہتے تو بخاری شریف وترمذی شریف جیسی امہات الکتب زیر درس رکھ سکتے تھے، مگر مدت العمر سنن ابوداؤد اور آخری دور میں طحاوی شریف کا درس دیتے رہے، مسند اہتمام پر فائز رہے، مگر ہمیشہ چھوٹوں کو بڑا بنایا اور آگے بڑھایا، خواص آپ ؒ کے علم وحلم، زہد واتقاء اور خندہ جبینی اور اخلاق کے یقیناً اسیر تھے، مگر عوام میں آپ ؒ کے چھوٹے بھائیوں کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی اگر چہ اپنے علم وعمل کی وجہ سے وہ اس کے سزاوار تھے مگر علم وعمل کی بلندیوں کے باوجود گمنامی اور گوشہ خمول کا عمر بھر التزام رکھنا حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی ؒ کا امتیاز تھا۔

حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفی ؒ اس قافلہ کے آخری مسافر تھے جن کی منزل لقائے محبوب کے سواء کوئی چیز نہیں ہوتی اور جن کے اخلاص میں نمائش وریاکاری کا ذرہ بھر آمیزش نہیں ہوتی، بلاشبہ ان کی رحلت نے ایک عہد کا خاتمہ کر دیا۔ حق تعالیٰ شانہ جنت الفردوس میں درجات عالیہ نصیب فرمائیں، آمین۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری، ناظم اعلیٰ مولانا نجم الحق اور دیگر اساتذہ کی معیت میں حضرت ؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی، جنازہ سے قبل مولانا محمد حنیف جالندھری نے حضرت مولانا ؒ کی دینی خدمات کا تذکرہ وقیع انداز میں فرمایا۔

حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی ؒ:

۶ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۷ جنوری ۲۰۱۶ء بروز اتوار حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی (ناظم نشر و اشاعت مجلسِ صیانۃ المسلمین) نے داعی اجل کو لبیک کہا، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی ؒ، مسیح الامت حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب ؒ کے خلیفہ مجاز، فرزند نسبتی اور رشتہ میں بھانجے تھے، آپ ؒ کے والد گرامی حضرت مولانا جلیل احمد شیروانی ؒ حکیم الامت حضرت تھانوی ؒ کے اجل خلفاء میں تھے، حضرت مولانا ؒ علم وفضل اور تقوی وتواضع میں اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا جلیل احمد شیروانی ؒ (خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ) کی یادگار تھے، تواضع وانکسار کا پیکر تھے، خاندانی طور پر مرفّہ الحال تھے، مگر شان وشوکت اور ریاء ونمود سے پاک تھے، دیکھنے والوں کا کہنا ہے کہ بعض اوقات اتباعِ سنت میں پیوند لگے کپڑے بھی پہن لیتے تھے، اب ایسے مخلص، پیکر

تواضع اور قناعت وسادگی کے نمونوں سے دنیا خالی ہوتی جارہی ہے، اور افسوس بالائے افسوس یہ ہے کہ ان کی جگہ لینے والے یا ان جیسا کہلانے والے پیدا نہیں ہورہے، **فالی اللّٰہ المشتکی ۔**

حق تعالیٰ شانہ آپ ؒ کی حسنات کو قبول فرماتے ہوئے آخرت میں درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔

حضرت سید قمر الدین احمد شاہ ؒ:

جامعہ خیر المدارس کے اساتذہ، طلبہ اور اس سے محبت رکھنے والوں کے لیے دو ماہ کے اندر یہ دوسرا المناک صدمہ اور حادثہ ہے کہ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ؒ شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان کے سانحۂ ارتحال کے بعد جامعہ کے سابق خازن، بانئ جامعہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ کے خادم خاص اور خلیفۂ ارشد پیر طریقت حضرت سید قمر الدین احمد شاہ ؒ ۲۴ جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ بروز اتوار طویل علالت کے بعد تقریباً پچانوے برس کی عمر میں انتقال فرماگئے، **انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔**

انہوں نے ۵۰/سال سے زائد عرصہ تک دفتر جامعہ خیر المدارس میں خازن کی حیثیت سے نہایت ایمانداری اور جانفشانی کے ساتھ خدمات انجام دیں، شاہ صاحب ؒ ذاکر، شاغل شب زندہ دار اور متبع سنت بزرگ تھے۔ علماء حق بالخصوص حکیم الامت حضرت تھانوی ؒ کے سلسلہ کے عاشقِ زار تھے۔ بیعت کا تعلق حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ سے تھا۔ ان کے زہد وتقویٰ، اتباع شریعت اور استقامت دینی پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت مولانا خیر محمد جالندھری ؒ نے انہیں خلافت سے نوازا، شاہ صاحب ؒ بہت بلند اخلاق کے حامل اور اسلاف کے اخلاص واتباعِ سنت کا نمونہ تھے۔ علالت کے ایام نہایت صبر ورضا کے ساتھ جامعہ خیر المدارس میں گزارے۔

شاہ صاحب ؒ کی نماز جنازہ ۳/اپریل کو بعد از نماز عشاء جامعہ خیر المدارس میں ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض جامعہ خیر المدارس کے مہتمم مولانا محمد حنیف جالندھری نے انجام دیئے۔ آپ کی نماز جنازہ میں جنوبی پنجاب کے علماء، صلحاء، اساتذہ کرام اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ نماز جنازہ سے قبل جامعہ خیر المدارس کے مہتمم مولانا محمد حنیف جالندھری نے حضرت سید قمر الدین شاہ صاحب ؒ کی دینی خدمات اور جامعہ اور بانی جامعہ کے ساتھ ان کے عدیم النظیر تعلق اور وفاداری کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور میں شاہ صاحب ؒ جیسی مخلص وباوفا شخصیات نایاب ہیں۔ وہ طویل عرصہ تک جامعہ کے شعبہ مالیات میں خدمات انجام دیتے رہے۔ ان کی امانت، دیانت اور معاملات میں احتیاط ضرب المثل تھی وہ زندگی کے آخری چند سالوں میں ضعف وعلالت اور بڑھاپے کی وجہ سے باضابطہ ملازمت سے معذور ہوگئے تھے مگر نماز با جماعت، صف اول کی پابندی اور تلاوت، اوراد واذکار کا سلسلہ استقامت کے ساتھ جاری رہا، شاہ صاحب ؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام اپنے اہل خانہ کے ساتھ گزارنے کی بجائے صرف اس لئے

جامعہ خیر المدارس میں گزارے کہ وہ اپنے شیخ ؒ کے قائم کردہ ادارے سے ہی سفرِ آخرت پر روانہ ہوں۔اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو پوری فرمائی اور ان کا جنازہ جامعہ خیر المدارس سے اٹھا۔

احقر پر حضرت شاہ صاحب ؒ کے ایک ذاتی احسان کا تذکرہ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔جامعہ کے ایک استاذ حضرت مولانا محمد اکرم مرحوم کے جامعہ سے چلے جانے کے بعد حضرت شاہ صاحب ؒ ہی نے احقر کو مشورہ دیا تھا کہ ایک استاذ کی اسامی خالی ہے،تم تدریس کے لیے درخواست پیش کردو،اللہ تعالیٰ ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائیں،ان کے مشورے کی بدولت احقر کو خیر المدارس کا ماحول نصیب ہوا اگرچہ اپنی نالائقی کی وجہ سے کچھ نہ کرسکا مگر دن رات صالحین کی زیارت بھی کچھ نعمت کم نہیں ہے۔

سید قمر الدین شاہ احمد ؒ کے تمام بچے اور بچیاں صالح اور دیندار ہیں، آپ ؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا قاری سید منیر احمد ؒ آپ ؒ کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تھے دوسرے بیٹے سید شمس الدین تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں، تیسرے بیٹے مولانا سید بدر الدین فاضل جامعہ خیر المدارس راولپنڈی میں خطابت وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی نسبی وروحانی اولاد کو ان کا سچا جانشین بنائے۔آمین۔

حضرت مولانا قاری محمد امیر رحیمی ؒ کی وفات کی حسرت آیات:

جامعہ خیر المدارس کے ممتاز فاضل سینکڑوں حفاظ وقراء کے استاذ اور شیخ القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی قدس سرہ کے جلیل القدر تلمیذ رشید،حضرت مولانا قاری محمد امیر رحیمی ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ بروز جمعۃ المبارک انتقال فرما گئے ،حضرت قاری صاحب ؒ حضرت مولانا قاری رحیم بخش ؒ کے اولین تلامذہ میں تھے،اور امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کے صاحبزادے مولانا سید عطاء المحسن بخاری ؒ کے ہم درس تھے،نہایت متواضع ،منکسر المزاج،حلیم الطبع،مرنجاں مرنج اور تواضع وفروتنی کے پیکر تھے،قرآن کریم کی تدریس وتحفیظ سے والہانہ محبت وعشق انہیں اپنے استاذ گرامی ؒ سے وراثتاً ملا تھا،چنانچہ پوری زندگی اس فریضہ کی ادائی میں بتا دی،بہت مترنم اور خوبصورت آواز میں تلاوت فرمایا کرتے تھے، جب کبھی ان کی اقتداء میں جہری نماز پڑھنے کا اتفاق ہوتا تو تصنع سے مبرّا خوبصورت آواز دل کی گہرائیوں میں اترتی ہوئی محسوس ہوتی ،ہم جیسے خدام اور اپنے سے کم عمر اور مرتبہ میں چھوٹوں کے ساتھ اس محبت واکرام سے ملتے کہ شرمندگی محسوس ہوتی۔

جامعہ رحیمیہ فتح العلوم آپ ؒ کی علمی یادگار اور صدقۂ جاریہ ہے،جس میں دورۂ حدیث تک تعلیم ہوتی ہے،آپ ؒ کے تمام بچے اور بچیاں حافظ،عالم اور خدمتِ دین میں مصروف ہیں، بڑے صاحبزادے مولانا قاری محمد طاہر سلمہ اللہ آپ کے جانشین اور استاذ الحدیث ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب ؒ کو اعلیٰ علیین میں بلند مرتبہ نصیب فرمائیں۔

حکیم الامت ،مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا

ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان

ملفوظ : ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ خلاصہ اس فن کا دو الفاظ ہیں یہ کہ افعال ضروری اور مقصود ہیں انفعالات غیر ضروری اور غیر مقصود ہیں، یہ نہایت ہی کام کی بات ہے اور تمام فن اس میں حل ہو گیا ہے، فلاں مولوی صاحب تذدی جنہوں نے طریق کی تحقیق کے لیے مجھ سے کچھ خط و کتابت کی، اس کو سن کر خود طریق سے ہی گھبرا گئے اور لکھا کہ تمام مکاتبت سے معلوم ہوا کہ یہ فن بڑا مشکل ہے، حالانکہ یہ خلاصہ ہی بیّن دلیل ہے اس کے سہل ہونے کی مگر پھر سہل کو مشکل سمجھنے کی وجہ یہ ہے کہ چاہتے یہ ہیں کہ کچھ کرنا نہ پڑے، ان کو مکاتبت سے یہ معلوم ہوا کہ اس میں کچھ کرنا بھی پڑے گا، بس ویسے ہی گھبرا گئے، اس کی ایک ایسی مثال ہے جیسے بچہ دودھ بھی نہ پیے جو نہایت سہل ہے اور یوں کہے کہ مجھ کو کچھ نہ کرنا پڑے بلکہ دوسرا ہی کسی طرح دودھ پلا دے حالانکہ جس کو ملا ہے کرنے ہی سے ملا ہے اور جہاں بدوں کچھ کیے صورۃ کچھ ہو گیا ہے وہاں بھی پہلے کچھ کر لیا ہے تب ہی کچھ ملا ہے گو بعض جگہ کرنے والے کو بھی حقیقت معلوم نہ ہوئی ہو جیسے ایک شخص نے عنت (نامردی) کی شرمندگی میں سنکھیا کھا لیا، مقدار مہلک تھی مگر مزاج اس قدر بارد تھا کہ اس کا متحمل ہو گیا اور عورت پر قادر ہو گیا مگر ایسا شاذ و نادر ہے بعض کو شبہ ہو جاتا ہے کہ اکثر اہل علم کو جلد نفع ہوتا ہے گویا بے کیے ہی مقصود حاصل ہو جاتا ہے، اس سے آپ یہ سمجھتے ہوں گے کہ بدوں مجاہدہ کے کام ہو گیا مگر ایسا ہرگز نہیں وہ جو دس برس یا بیس برس تک کتاب کو سامنے رکھ کر آنکھیں سینکتے رہے ہیں اور تمام شب اور تمام تمام دن رٹتے رہے ہیں کیا یہ تھوڑا مجاہدہ ہے؟ اسی مجاہدہ سے ان میں استعداد پیدا ہو گئی اور کسی کامل کی توجہ سے وہ مستقل راسخ ہو گئی، باقی اگر نری توجہ سے کیفیت کوئی پیدا ہو گئی تو وہ بھی مستقل نہ ہو گی ایک عارضی ہو گی، جیسے جب تک لحاف میں رہے گرمی ہے باہر نکلے تو پھر وہی ٹھنڈے کے ٹھنڈے کیونکہ وہ گرمی عارضی بات تھی اور ایک گرمی انڈے کا حلوہ کھانے سے ہوتی ہے، سو یہ گرمی مستقل ہو گی سو نری توجہ کوئی چیز نہیں بلکہ اصل چیز تربیت ہے، سو اس میں عمل کی تعلیم لازم ہے اور بدون تربیت و مجاہدہ کے انسان قطب اور غوث تو ہو سکتا ہے مگر مقصود حاصل نہیں کر سکتا اور مجاہدہ بھی کوئی معین مدت کا نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ آدمی ساری عمر اسی ادھیڑ بن میں لگا رہے کہ اور یہ لگا رہنا ہی بڑی دولت، بڑی نعمت ہے، اسی کو فرماتے ہیں:

اندریں رہ می تراش دمی خراش   تا دم آخر دمے فارغ مباش

اور عشاق کی تو مجاہدہ دائمی میں یہی شان ہوتی ہے کہ ان کی ساری عمر رونے پیٹنے میں لگتی ہے، آنکھ سے یا دل سے، جس کا سرچشمہ وہی عشق و محبت ہے، اسی کو کسی نے خوب کہا ہے:

یا رب چہ چشمہ ایست محبت کہ من ازاں   یک قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

اے اللہ! یہ محبت کیسا چشمہ ہے کہ میں نے ایک قطرہ اس کا پیا تھا اور آنکھوں سے رو رو کر دریا بہا دیے

اور واقعی محبت ایسی ہی عجیب چیز ہے کہ اس کا ایک قطرہ اخیر میں دریا سے بھی بڑھ جاتا ہے، اس عاشق کو اگر قطبیت ملتی ہے تو کہتا ہے کہ حضرت معاف فرمائیے اس لیے کہ عاشق کو ان چیزوں سے کیا تعلق، اس کی تو شان یہ ہے:

ھنیًا لا رباب النعیم نعمھم و للعاشق المسکین ما یتجرع

راحت والوں کو ان کی راحت مبارک ہو اور عاشق مسکین کے لیے وہ گھونٹ (غم کے) مبارک ہوں جو پی رہا ہے۔

بعض اہل ظاہر نے **و لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ** سے استدلال کیا ہے کہ ان مجاہدات اور ریاضات کی ممانعت پر کہ اس میں ہلاکت ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ مجاہدہ ہلاکت ہے اس لیے اس سے منع کرتے ہیں مگر حضرت حاجی صاحب ؒ فرماتے تھے کہ ہم اسی سے ترغیب مجاہدہ پر استدلال کرتے ہیں کیونکہ عشاق کے نزدیک ترک مجاہدہ ہلاکت ہے اس لیے وہ ترک سے منع کرتے ہیں، عجیب لطیف جواب ہے، غرض کام کرنا ضروری ٹھہرا مگر اخلاص سے، پھر اگر کوئی ملامت کرے یا ریاء وغیرہ کا شبہ کرے، اس پر بھی پروانہ کرنا چاہیے۔

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا کہ ایک نقشبندی کی ایک چشتی سے گفتگو ہوئی، نقشبندی نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم ذکر جہراً کرتے ہو، چشتی نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم ذکر خفی کرتے ہو، مطلب نقشبندی کا اعتراض کرنا تھا کہ جہر میں ریاء واظہار ہے حتیٰ کہ اس کی خبر ہم تک پہنچ گئی اور چشتی کے جواب کا حاصل یہ تھا کہ تمہارے خفی کی خبر بھی ہم تک پہنچ گئی سو یہ بھی ریا ہے تو ہم اور تم اس میں برابر ہو گئے۔ حضرت مولانا گنگوہی ؒ نے ایک شخص کو ذکر جہر کی تعلیم فرمائی، اس نے عرض کیا کہ حضرت! اس میں تو ریاء ہو جائے گی ذکر خفی کر لیا کروں، فرمایا کہ ہاں اس میں ریاء نہیں ہے کہ گردن جھکا کر بیٹھ گئے چاہے سو ہی رہے ہوں مگر دیکھنے والا سمجھے کہ نامعلوم کہ عرش، کرسی کی سیر کر رہے ہیں یا لوح و قلم کی، تو صاحب اظہار کا نام ریاء نہیں ہے جب اظہار کا قصد ہو اس کا نام ریاء ہے اور اگر ریاء ایسی ہی سستی ہے تو اسلام کا خفاء کیوں نہیں کرتے جو اصل جڑ ہے۔

ایک نقشبندی درویش سے میری گفتگو ہوئی، وہ میری طالب علمی کا زمانہ تھا، انہوں نے کہا ذکر جہر میں ریاء ہے، میں نے کہا کہ کیا اذان میں بھی ریاء ہے، چپ رہ گئے۔ حالانکہ یہ جواب محض ایک طالب علمانہ جواب تھا کیونکہ اس کا مقصود تو بدون جہر کے حاصل نہیں ہو سکتا، یعنی اعلان وقت نماز مگر لڑکپن کا زمانہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! اذان سے تو مقصود صرف وقت کا اعلان ہی ہے یا ذکر بھی ہے، فرمایا کہ دونوں ہیں ذکر بھی اور اعلان بھی۔ خیر یہ قیل قال تو نکتے ہیں مگر جہر میں اصل مصلحت یہ ہے کہ خطرات نہ آویں اس لیے ہلکے ہلکے آواز سے ہوتا کہ مقصود بھی حاصل ہو جاوے اور دوسروں کو تکلیف بھی نہ ہو، قصد السبیل میں اس کی ضروری بحث بہت اچھی ہے، اس کو بھی دیکھ لیا جاوے۔

افادات شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید **حسین احمد مدنی** قدس اللہ سرہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ شیخ الاسلام ؒ کے حیرت انگیز واقعات

گزشتہ سے پیوستہ:

باقی رہا مرنا تو ایک ہی دفعہ مرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے جس وقت اور جس طرح مقدر کر دیا ہے وہ ٹل نہیں سکتا، جمعیۃ مرکزیہ نے جب یہ فیصلہ کر دیا تو میں پیچھے قدم نہیں ہٹا سکتا، میں جمعیۃ العلماء کا ایک معمولی خادم ہوں اور میرے لیے اطاعت ضروری ہے، علاوہ ازیں ہندوستان کے ہر ایک صوبہ اور ہر ایک گوشے سے یہی حکم آتا ہے کہ تو ہی آ، تو ہی آ، تیرا آنا ضروری ہے تو میں سفر سے کس طرح اعراض کر سکتا ہوں۔

بہر حال سید پور، بھاگلپور کے واقعات مرعوب کرنے کے لیے کافی تھے مگر جس کو خداوند عالم نے ہمت واستقلال کا غیر متزلزل پہاڑ بنا دیا ہو اس کے لیے اس قسم کے واقعات بازیچۂ اطفال سے زیادہ کیا اور اہمیت رکھ سکتے ہیں، چنانچہ اس کے بعد حضرت ؒ کا پروگرام مرتب کیا گیا اور پھر آپ نے آسام سے پشاور تک پورے شمالی ہندوستان کا دورہ فرمایا، لیگیوں کی طرف سے جگہ جگہ یورش کی گئی، بنگال میں تو اس قدر بیہودگی ہوئی کہ ایک مقام پر میل بھر جگہ جگہ سڑک توڑ دی گئی اور اس پر درخت کاٹ کر ڈال دیے گئے، صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ سکول کے تقریباً دو سو طالب علموں اور گرد و نواح کے لفنگوں کو سڑک کے قریب چھپا کر بٹھا دیا گیا کہ جب حضرت ؒ کی کار ادھر سے گزرے تو ان پر حملہ کر دیا جائے، مگر خدام کو اس کی اطلاع پیشتر ہی ہوگئی اور راستے تبدیل کر کے حضرت ؒ کو منزل مقصود پر پہنچا دیا گیا۔

پروردگار نے ہماری قسمت میں جو لکھ دیا، ہم اس پر راضی ہیں:

حب حضرت شیخ ؒ کے قبلہ والد ماجد نے مدینہ ہجرت فرمائی اس وقت آپ کے پاس کچھ زیادہ اثاثہ نہیں تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ مختصر عرصہ میں اثاثے ختم ہو گئے اور فاقوں کی نوبت آ گئی، اس وقت حضرت ؒ کے والد ماجد سید حبیب اللہ صاحب ؒ نے آپ کو دیگر برادران کے ساتھ بلا کر فرمایا کہ میں تو ہجرت کی نیت کر کے یہاں آیا ہوں، لیکن تم لوگ زیارت حرمین کی نیت سے آئے تھے، بحمد اللہ! تم زیارت حرمین سے فارغ ہو گئے، اب یہاں رہ کر مصائب کیوں برداشت کرتے ہو؟ میرے پاس ابھی تک کچھ نقد اور زیور برتن وغیرہ موجود ہیں جس کو فروخت کر کے تم لوگ وطن پہنچ سکتے ہو، لہٰذا میری رائے ہے کہ تم لوگ وطن واپس چلے

جاؤ، لیکن صبر و استقلال دیکھو کہ حضرت ؒ نے نہایت ادب سے فرمایا کہ حرم محترم سے ہم کسی طرح جدا ہونے کے لیے تیار نہیں، ہم فاقہ کریں گے، ہمیں اناج نہیں ملے گا تو جنگل کے پتے کھا کر گزارہ کریں گے لیکن یہیں رہیں گے، خدا ہمارا رازق ہے اور ہماری قسمت میں جو لکھ دیا ہے اس پر ہم راضی ہیں، یہ جواب سن کر آپ کے والد بزرگوار بیحد مسرور ہوئے اور سب مدینہ پاک میں رہنے لگے۔

میں آپ کے ساتھ رہوں گا:

حضرت شیخ ؒ اپنے استاذ محترم حضرت شیخ الہند ؒ کی معیت میں طائف میں قیام پذیر تھے کہ شریف حسین نے ۱۳۳۴ھ میں ترکی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا، حضرت شیخ الہند ؒ نے حضرت شیخ ؒ سے فرمایا کہ دیکھو! طائف کو خطرہ ہے اور وہ وقت قریب آرہا ہے کہ آمدورفت کے راستے بند ہوجائیں گے، تم وحید احمد کو ساتھ لے کر جو قافلہ روانہ ہو رہا ہے اس کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہوجاؤ، والد ماجد اور گھر کے لوگ پریشان ہوں گے مگر آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں آپ کو اس مخدوش حال میں ہرگز نہیں تنہا چھوڑ سکتا، سکون کا زمانہ ہوتا اور آپ کو خطرہ نہ ہوتا تو میں آپ سے جدا ہو کر کہیں بھی جا سکتا تھا، اب تو تقدیر میں جو لکھا ہے وہ ہوگا، بہرصورت میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گا۔

۱۹۴۷ء کے فسادات اور حضرت شیخ ؒ کا موقف:

۱۹۴۷ء کے فسادات میں بھائی مولوی ظہیر الحسن شہید ؒ کی تعزیت میں (حضرت شیخ ؒ) کاندھلہ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا:

''ہمت و استقلال کے ساتھ ہندوستان میں جمے رہو! مدینہ منورہ میں میرے ذاتی مکانات بھی ہیں اور بھائی بھتیجے بھی، مجھے ہندوستان میں رہنے کی خاص ضرورت نہیں، پھر بھی میں نے طے کرلیا ہے کہ ہندوستان نہیں چھوڑوں گا، اس لیے کہ مخلوق خدا کی جو خدمت یہاں رہ کر انجام دے سکتا ہوں وہ مدینہ منورہ میں نہیں ہوسکتی''۔

اسی کشت وخون کے دوران بستی حضرت نظام الدین اولیاء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب ؒ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے تو حالات سے سخت متاثر تھے، چہرہ مبارک سے غیظ وغضب کے آثار عیاں تھے، آپ نے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا: ''میں نے تو ہندوستان میں مرنے کا فیصلہ کرلیا ہے''، چنانچہ آپ نے وہ فیصلہ پورا کرکے دکھایا۔ (مولانا محمد احتشام الحق کاندھلوی ؒ)

(حضرت شیخ الاسلام ؒ کے حیرت انگیز واقعات ص۸۸تا۸۹)

تقریر صحیح بخاری شریف

قسط (۱۷)

عارف باللہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ مرقدہ

بانئ جامعہ خیرالمدارس

ضبط و ترتیب: مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہم (مدرس جامعہ ہذا)

ایمان اور اسلام میں نسبت:

اس میں تین قول ہیں (۱) پہلا قول ہے امام غزالیؒ کا کہ دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، اس واسطے کہ ایمان نام ہے تصدیق بالقلب کا، اور اسلام نام ہے تصدیق بالقلب والجوارح واللسان کا، تو ایمان خاص اور اسلام عام ہے، دوسرا مذہب ہے بعض کا کہ اس میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے اس میں تین مادے ہوتے ہیں دو افتراقی ایک اجتماعی، ایمان نام ہے تسلیم بالباطن کا اور اسلام نام ہے تسلیم بالظاہر کا۔ مادہ افتراقی یہ ہے کہ تصدیق ہو اور اقرار نہ ہو۔ مادہ افتراقی یہ کہ اقرار ہو اور تصدیق نہ ہو۔ مادہ اجتماعی کہ تصدیق بھی ہو اور اقرار بھی ہو۔ تیسرا مذہب ہے علامہ مرتضیٰ زبیدی شارح احیاء العلوم کا کہ ان دونوں میں تلازم اور تساوی ہے اس طرح پر کہ ایمان موضوع ہے تصدیق باطنی کے لئے بشرطیکہ اس میں انقیاد ظاہری ہو، اور اسلام نام ہے تسلیم ظاہری کا بشرطیکہ اس میں انقیاد باطنی ہو، اور یہی معنیٰ راجح ہیں کہ دونوں مرادف ہیں۔

ایمان مقلد کا مسئلہ:

آیا (ایمان کے) دلائل کو جاننا بھی ضروری ہے یا نہیں؟ معتزلہ کہتے ہیں کہ دلائل کو جاننا ضروری ہے اور اہل السنّت والجماعت کہتے ہیں کہ دلائل کو جاننا ضروری نہیں۔ ثمرۂ اختلاف نکلے گا کہ مقلد کا ایمان معتبر ہے یا نہیں؟ کیونکہ مقلد محض تقلید کی وجہ سے مانتا ہے، یہاں مقلد کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو دلائل کو نہ جانتا ہو یہ اور ہے اور ایک مقلد ائمہ اربعہ کا ہے تو حاصل یہ نکلا کہ ایمان نام تصدیق اختیاری کا ہے۔

سوال: جب آدمی سوتا ہے تو اس میں اختیار نہیں رہتا۔ اسی طرح جب غافل ہوتا ہے تو بھی اختیار نہیں رہتا تو چاہئے کہ اب ایمان نہ رہے۔

جواب (۱): جب سوتا ہے تو تصدیق قلب میں موجود ہوتی ہے، ذہول ہوتا ہے حاضری سے۔

جواب (۲): تصدیق اس وقت (تک) رہتی ہے جب تک کہ اس کی ضد نہ آوے، تو جب انکار نہ کرے گا

تو جب اصل ایمان تصدیق اختیاری کا نام ہے اور دلائل ایمان و اسلام میں شرط نہیں ہیں تو مقلد کا ایمان معتبر ہے ائمہ اربعہ کے نزدیک کیونکہ تصدیق اختیاری پائی گئی۔ بندہ محمود احمد عفا اللہ عنہ۔

ایمان رہے گا۔

اقرار باللسان کا درجہ:

اس میں تین مذہب ہیں ایک مذہب مرجئہ فرقہ کا ہے کہ تصدیق ہے اکیلی، کافی ہے واسطے نجات کے، زبان سے اقرار کرنے کی ضرورت نہیں، تصدیق بلا عمل۔ دوسرے مذہب ہے کرّامیہ کا، کہ اقرار باللسان فقط ضروری ہے۔ خواہ دل میں تصدیق نہ ہو۔ (۳) اہل السنّت والجماعت میں اقرار باللسان بھی ضروری ہے اور تصدیق بھی، دونوں ضروری ہیں۔ پھر اہل السنّت والجماعت کے دو فرقے ہیں (۱) ابوالحسن اشعری، ابومنصور ماتریدی اور باقی متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ اقرار باللسان شرط ہے اجراء احکام دنیوی کے لئے، اور یہی ایک روایت ہے امام ابوحنیفہ ♋ کی، دوسرا مذہب ہے فقہاء اور محدثین کا کہ اقرار باللسان رکن 🗀 زائد ہے ایمان کا جو عذر کے وقت میں ساقط ہے، دلیل **و قلبه مطمئن بالایمان** ۔

ثمرہ اختلاف پہلوں کے نزدیک اقرار کرنا ضروری ہوگا، اور دوسروں کے نزدیک اقرار کرنا ضروری نہیں البتہ وقت مطالبہ کے دونوں کے نزدیک ضروری ہے اگر اقرار نہیں کرے گا تو کافر کہلائے گا، غرضیکہ مطالبہ کے وقت دو باتیں ضروری ہیں، تصدیق اور اقرار۔

ایک اشکال:

ایک آدمی دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبان سے اقرار بھی کرتا ہے مگر سجدہ کرتا ہے بت کو یا استخفاف کرتا ہے ساتھ قرآن مجید کے، جیسے قرآن مجید کو گندگی میں ڈالنا، تو وہ ایماندار ہے یا نہیں؟

جواب: علامہ جرجانی ♋ نے کہا ہے کہ وہ کافر ہے قضاءً اور مسلمان ہے دیانۃً، مگر یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ وہ کافر ہے قضاءً و دیانۃً۔

تو ابن ہمام نے جواب دیا ہے کہ: بعض علامتیں وہ ہیں جو خاص ہیں کفر کے ساتھ، بت کو سجدہ کرنا، استخفافِ قرآن، اگر وہ پائی جاویں تو آدمی کافر ہے، جیسا کہ قرآن میں آتا ہے **انما کنا نخوض و نلعب** ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے (منافق مہمات دین کا مذاق و استہزاء اڑاتے رہتے تھے، حالانکہ دین کے ساتھ قصداً استہزاء مطلقاً کفر ہے خواہ غرض کچھ ہی ہو، چنانچہ غزوۂ تبوک کے سفر میں جاتے ہوئے بعض منافقین نے تمسخر کیا آپ ♏ نے باز پرس کی تو کہنے لگے **انما کنا نخوض و نلعب** 🗎 اس کے

🗀 یعنی جو سقوط کا احتمال رکھتا ہو اور اس کے ساقط ہونے سے کل ساقط نہ ہو، جیسے ایک شخص کو تصدیق قلبی حاصل ہے اور التزام شریعت بھی کرتا ہے، مگر اس کو خوف ہے کہ اگر اقرار باللسان کروں گا تو قتل کر دیا جاؤں گا یا میرا ہاتھ کان ناک وغیرہ کوئی عضو کاٹ دیا جائے گا تو بالاتفاق یہ شخص مومن ہے کیونکہ اقرار باللسان رکن زائد ہے جو عذر کے وقت میں ساقط ہے۔ **کما فهم من تقریرات العلماء المحدثین**۔ محمود غفرلہ۔

🗎 بیان القرآن و تفسیر عثمانی۔

جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم مت بہانے بناؤ تحقیق تم نے کفر کیا ہے ایمان ظاہر کرنے کے بعد (احکام القرآن للجصاص ؒ)

اعمال کا تعلق ایمان کے ساتھ:

ایمان میں دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت سے حقیقتِ ایمان اور مصداق ایمان، اور دوسری حیثیت سے کمالِ ایمان یا یوں کہو ایک حقیقتِ ایمان اور ایک عنوان ایمان مثلاً ایک آدمی ہے حقیقت میں، اور ایک ہے اس کا عنوان، مثلاً ہم کہتے ہیں کہ یہ اس کا بیٹا ہے اور فلاں کا باپ ہے۔

ایمان کا پہلا بیان: حقیقت ایمان میں تین مذہب ہیں:

ایک مذہب ہے مُفرّط اور ایک مذہب ہے متوسط۔ **مُـفَـرِّط** والا مذہب ہے مرجئہ اور کرامیہ کا، کہ تصدیق بلا عمل کا نام ہے ایمان عندالمرجئہ، اور کرامیہ کہتے ہیں قول بلا عمل، اقرار باللسان۔

دلیل: ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحات یہاں عملوا کا عطف ہے اٰمنوا پر اور عطف چاہتا ہے مغایرت کو، تو معلوم ہوا کہ ایمان اور ہے اور اعمال اور ہیں، ان کو دخل نہیں ایمان میں۔

جـواب: ایک ہے حقیقتِ ایمان اور ایک ہے عنوانِ ایمان، حقیقتِ ایمان اکیلا تصدیق کا نام ہے، اور کمالِ ایمان نام ہے تصدیق اور عملِ صالح دونوں کا۔

اس آیت میں حقیقت ایمان مراد ہے، تو اعمال نفسِ ایمان سے خارج ہیں اسی طرح شروع باب میں آٹھ آیات۔

دوسـرا مـذهب مُفرِطُ کا: وہ ہے معتزلہ اور خوارج کا، وہ یہ کہتے ہیں کہ اعمال جزء ہیں ایمان کے، جیسا تصدیق قلبی کے ترک کرنے سے ایمان جاتا رہتا ہے ایسے ہی اعمال کے ترک کرنے سے بھی جاتا رہتا ہے تو ایمان نام ہے مجموعہ تصدیق بالجنان اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا، اس میں تارکِ عمل خارج ہو جائے گا دونوں کے نزدیک، اور وہ دائمی جہنمی ہے اس میں بھی اتفاق ہے۔

ہاں اس میں اختلاف ہے کہ معتزلہ کے نزدیک کفر میں داخل نہیں بلکہ متوسط درجہ فسق میں داخل ہے، اور خوارج کے نزدیک کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔

اہل السنّت والجماعت کہتے ہیں کہ حقیقتِ ایمان صرف تصدیق قلب ہے اور کمالِ ایمان عمل بالارکان ہے، اور اقرار باللسان شرط ہے احکام دنیوی کے لئے متکلمین کے نزدیک، اور رکن زائد ہے محدثین کے نزدیک، دلائل اولـئـک کتب فی قلوبهم الایمان (مجادله ع ۳) ولـم تؤمن قلوبهم (مائدة) اس میں تصریح کی گئی ہے کہ ایمان دل میں ہے) اس سے معلوم ہوا کہ حقیقتِ ایمان تصدیق قلب ہے۔

(خیر الباری قلمی ص ۱۳۱، ج ۱)

اب رہا عنوانِ ایمان:

اس میں شافعیہ اور حنفیہ کا اختلاف ہے اس میں دو مذہب ہیں ایک ائمہ ثلاثہ ♦ کا کہ ایمان نام ہے تصدیق بالجنان اقرار باللسان عمل بالارکان کا، دو فائدوں کے لئے ایک فائدہ تو ہے کہ لوگوں کو ترغیب دینا ہے اعمال کی کامل ایمان کے لئے، دوسرے ان کو رد کرنا منظور ہے مرجئہ پر۔

اور امام ابوحنیفہ ♋ کے نزدیک بھی عنوانِ ایمان صرف تصدیق ہی ہے نہ اقرار باللسان کو ذکر کرتے ہیں نہ عمل بالارکان کو، دو فائدوں کے لئے مایوس نہ ہوں وہ لوگ جو عمل میں کوتاہ ہیں دوسرے رد کرنا ہے معتزلہ اور خوارج پر۔

تو اب شوافع کے نزدیک ایمان مرکب ہے اور حنفیہ کے نزدیک غیر مرکب، اب اس عنوان پر مرتب ہوگا الایۃ ۔ مان یوزید و ینقص ام لا ، امام بخاری ♋ کا مقولہ، تو اجزاء دو قسم کے ہوتے ہیں اصلی جیسے تنہ اور جڑ، اور زائد جیسے شاخیں اور پتے، یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ اجزاء دو قسم کے ہیں ایک اجزاء حقیقی اور ایک اجزاء عرفی، اجزاء حقیقی جیسے دل اور دماغ، دل اگر نکال دو تو بھی انسان نہیں رہے گا اور گلا کاٹ دو تو دماغ نہیں رہے گا، اور انگلیاں یہ اجزاء عرفیہ اور زائدہ ہیں اگر ان کو کاٹ دو تو اصل انسان باقی رہے گا البتہ اس میں نقصان آجائے گا۔ ایسے ہی نماز اس کی ایک حقیقت ہے قیام، قرأۃ، رکوع، سجود اور دوسرے اجزاء ہیں عرفی، رکوع میں تسبیحات، سجدہ میں تسبیحات، اور جو واجبات ہیں وہ سجدۂ سہو سے پورے ہو جاتے ہیں تو اسی طرح ایمان ہے، اب آگے ایک اختلاف ہے جو مبنی ہے عنوان ایمان پر۔

(جاری ہے)

استحکامِ مدارس وپاکستان کانفرنس کاالتواء

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم

جب سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے ''استحکام مدارس وپاکستان'' کانفرنس کا اعلان کیا اس وقت سے ملک بھر میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں دینِ اسلام، وطن عزیز پاکستان اور دینی مدارس سے محبت رکھنے والوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی، عجیب قسم کا جوش وخروش دیکھنے میں آیا اور دنیا بھر سے آنے والے فیڈ بیک سے اندازہ ہوا کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والا یہ اجتماع صرف قومی اور ملک گیر اجتماع ہی نہیں تھا بلکہ اس اجتماع نے عالمی اجتماع کی شکل اختیار کر لی تھی۔ اَکابر کی شب وروز دعائیں اور ہدایات، نوجوانوں کا جوش وخروش، اربابِ مدارس کی فکر مندی، مساجد کے ائمہ وخطباء کی جانب سے اجتماع کی کامیابی کی مہم، ملک بھر کے ہر ضلع اور ہر بستی میں منعقد ہونے والے اجلاس، ہر چوک وچوراہے میں آویزاں بینرز، ہر دیوار پر جگماتے ہوئے پینا فلیکس اور سوشل میڈیا پر گردش کرتے اشتہارات، پوسٹیں، مضامین، مباحثے اور مکالمے اس بات کی نوید ثابت ہوئے کہ پاکستان میں دِینی مدارس کی بساط لپیٹنے اور دینی مدارس کو دیوار سے لگانے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوسکتی۔ کانفرنس کی تیاریوں کا یہ عمل اس بات کی غمازی تھی کہ پاکستانی قوم دینی مدارس سے کس قدر بےلوث محبت رکھتی ہے۔

ہمیں اجتماع سے پہلے ملنے والی اطلاعات، کارگزاریوں، فیڈ بیک اور رپورٹس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ اجتماع پاکستان کی تاریخ کا سب سے مثالی، منفرد اور تاریخ ساز اجتماع ثابت ہوگا اور اس میں اندرون وبیرون ملک سے لاکھوں لوگ شرکت کریں گے۔ پہلے دو ماہ تک ملک بھر میں دعوتی اور تشہیری مہم جاری رہی اور اجتماع سے دس دن قبل ہم نے لاہور آکر ڈیرے ڈال لیے، اپنے جملہ رفقاء کو بھی لاہور بلا لیا، 26 مارچ بروز ہفتہ ہم گلشن اقبال پارک لاہور گئے۔ وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے منتخب اراکین، مقامی مسؤولین اور اجتماع کی تیاریوں اور انتظامات کے لیے تشکیل دی جانے والی مختلف کمیٹیوں کے ذمہ داران اور کارکنان اس پارک میں جمع ہوئے۔ ہم نے عصر اور مغرب کی نمازیں پارک میں باجماعت ادا کیں، پارک کے داخلی اور خارجی راستوں کا جائزہ لیا، اسٹیج بنانے کے لیے جگہ کا تعین کیا، سامعین وحاضرین کے بیٹھنے کی ترتیب سوچی، وضو اور دیگر ضروریات کی فراہمی کا جائزہ لیا، اسٹیج پر تشریف لانے والے مہمانوں کی لسٹ بنائی، سیکیورٹی اور پارکنگ کا خاکہ بنایا بعدازاں ہم گلشن اقبال پارک لاہور کے قریب ہی واقع ایک ادارے

جامعۃ الرشید گئے جہاں جا کر مزید امور پر مشاورت ہوئی۔رات اور اگلے دن صبح کانفرنس کی تیاریوں میں لگے رہے۔دعوت ناموں کی ترسیل ،اہم شخصیات سے ملاقاتیں ،مختلف فہرستوں کی تیاری اور دیگر انتظامی امور میں جتے ہوئے تھے کہ اچانک فون آیا کہ گلشن اقبال لاہور میں زوددار دھماکا ہوگیا ہے، یہ اطلاع ملتے ہی دل دھل گیا، عین اسی وقت پنڈال اور اسٹیج کی خدمت پر مامور جامعہ دارالقرآن اور جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے رفقاء نے پارک میں اجلاس بلا رکھا تھا، اسٹیج بنانے والوں ،ٹینٹ اور کیٹرنگ والوں کو مدعو کر رکھا تھا، پہلی اطلاع سے تو یوں لگا کہ خدانخواستہ ہمارے یہ نوجوان رفقاء دھماکے کی زد میں نہ آ گئے ہوں۔ بے تابی سے حضرت مولانا قاری محمد یاسین صاحب کے صاحبزادے مولانا قاری عزیز الرحمٰن کو فون کیا تو انہوں نے بتایا کہ اجتماع کے انتظامی امور میں مصروف ساتھی تو الحمدللہ محفوظ رہے مگر دھماکا بہت زوردار تھا اور بہت زیادہ جانی نقصان ہوگیا پھر جوں جوں تفصیلات سامنے آتی رہیں تو دکھی کرتی چلی گئیں ، پھول سے بچے ،معصوم عورتیں اور بے گناہ لوگ اس دھماکے کی زد میں آئے تھے۔ایک طرف دھماکے کا صدمہ ،لہولہو لاہور کی اذیت، بے گناہ جانوں کے ضیاع کا رنج ، جب یہ اطلاع پھیلی تو دنیا بھر سے فون کالوں کا تانتا بندھ گیا، پورے ملک میں گلشن اقبال پارک کا نام ''استحکام مدارس و پاکستان کانفرنس'' کی مناسبت سے ہی تو سنائی دیا تھا اس لیے لاہور سے باہر بسنے والوں کو شاید یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ یہ پبلک پارک ہے بلکہ لوگ اسے ایک گراؤنڈ سمجھ رہے تھے اور دھماکے اور شہادتوں کی اطلاع ملتے ہی سب سے پہلے وفاق المدارس کے رضا کاروں اور ہم خدام کی خیریت وعافیت کے حوالے سے فکر مند ہو رہے تھے۔رات گئے تک فون کالیں آتی رہیں، پھر جب ٹوٹے دل اور شکستہ بدن کے ساتھ جا کر بستر پر دراز ہوا تو نیند کیا آتی پوری رات کروٹیں بدلتے اور انتہائی فکرمندی کے عالم میں گزری، اگلے دن جامعہ اشرفیہ لاہور میں جمع ہوئے۔دھماکے کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کا جائزہ لیا گیا، مختلف آراء سامنے آئیں لیکن ہم کسی حتمی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے اور یہ طے پایا کہ وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کا ہنگامی اجلاس طلب کیا جائے چنانچہ صرف ایک دن کے شارٹ نوٹس پر اجلاس طلب کیا گیا ،ملک بھر سے مجلس عاملہ کے معزز اراکین نائب صدر وفاق المدارس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ، راقم الحروف مولانا محمد حنیف جالندھری جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مولانا انوا رالحق نائب صدر وفاق المدارس ،مولانا مشرف علی تھانوی خازن وفاق المدارس العربیہ، مولانا قاضی عبدالرشید ڈپٹی سیکرٹری جنرل وفاق المدارس، مولانا حافظ فضل الرحیم مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا امداداللہ، مولانا زبیر احمد صدیقی ،مولانا حسین احمد، مولانا مفتی محمد نعیم جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی ،مولانا سعید یوسف، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا اصلاح الدین حقانی، مولانا ارشاد احمد، مولانا ظفر

احمد قاسم، مولانا مفتی مطیع اللہ، مولانا عبدالقدوس، مولانا مفتی طاہر مسعود، مولانا مفتی محمد طیب، مولانا ضیاء اللہ اخونزادہ، مولانا قاری محبّ اللہ، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا عبدالمجید ناظم دفتر، مولانا عبدالمنان، مولانا قاری محبّ اللہ اور دیگر شریک ہوئے۔طویل غور وخوض اور آراء کا تبادلہ ہوا، ہمارے سامنے لاہور کی سوگوار فضا بھی تھی ،ملک بھر میں پائی جانے والی فکر مندی بھی تھی ،اسلام آباد میں عین اس وقت جاری ایک دھرنے ،جلاؤ گھیراؤ، توڑ پھوڑ کے بعد مذہبی طبقات کے طرزِ عمل اور رویوں کے حوالے سے رائے عامہ میں پائی جانے والی تشویش بھی تھی ،اس بات کا احساس بھی تھی کہ وفاق المدارس اللہ رب العزت کی ایک ایسی نعمت ہے کہ ملک بھر سے بچہ بچہ بے تابانہ وفاق کی کانفرنس میں سعادت جان کر دوڑا چلا آئے گا، تمام اکابر ایک اسٹیج پر جمع ہونگے ،تمام تنظیموں کے قائدین ساری دوریاں بھلا کر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اسٹیج پر ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے آ پہنچیں گے ایسے یادگار موقع پر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جاتا ہے تو کیا ہو گا؟ دوسری طرف ملک بھر میں ہونے والی محنت، لوگوں کا جوش وخروش، شہروں شہروں ہونے والے اخراجات ،وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ذمہ داران اور کارکنان کے احساسات سامنے تھے بلکہ خود میں ذاتی اور ذہنی طور پر کانفرنس کے التواء کو قبول کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا اس لیے دونوں پہلو ملک کے جید اور اکابر علماء کے سامنے رکھے ،دودن سے ہم اللہم خرلی واخترلی والہمنی رشدی کا ورد کر رہے تھے ،اکابر کی آراء آئیں اور بالآخر اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ موجودہ صورتحال میں کانفرنس کا التواء کانفرنس کے انعقاد سے زیادہ ضروری ،مفید اور نتیجہ خیز رہے گا چنانچہ شہداءِ لاہور کے ورثاء کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے رضا کارانہ طور پر کانفرنس ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور یہ طے پایا کہ یکم اپریل 2016ء جمعہ کو ملک بھر میں یوم دعا منایا جائے گا ،تمام مساجد کے ائمہ وخطباء استحکام مدارس واستحکام پاکستان کے موضوع پر اظہار خیال کریں گے ،سانحہ لاہور کے شہداء کے درجات کی بلندی ،زخمیوں کی صحت یابی اور ملک میں امن وامان کے قیام کے لیے خصوصی دعائیں کی جائیں گی۔یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اسلام آباد میں استحکام مدارس واستحکام پاکستان کنونشن انعقاد پذیر ہوگا ،اسی طرح یہ بھی طے پایا کہ ملک بھر میں اس سال ختم بخاری ،تکمیل قرآن کریم ،دستار فضیلت اور تقسیم انعامات کے جملہ اجتماعات استحکام مدارس وپاکستان کے عنوان سے کیے جائیں گے یوں اس ایک کانفرنس کو سینکڑوں کانفرنسوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔مجلس عاملہ کے اجلاس کے بعد ایک پرہجوم پریس کانفرنس میں تمام اکابر علماء کرام کی معیت میں ان فیصلوں کا باقاعدہ اعلان کیا گیا۔نازک ترین صورتحال سے دوچار وطن عزیز میں اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین کے اس فیصلے کا ملک بھر میں بھرپور خیر مقدم کیا گیا اور اسے ایک صائب اور دانشمندانہ فیصلہ قرار دیا گیا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے شرکاء کے تاثرات، مشاہدات، تجربات اور ملک بھر سے آنے والے فیڈ بیک سے اندازہ ہوا کہ کانفرنس کے انعقاد سے قبل ہی ہم کانفرنس کے اہم اہداف ومقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے، کیونکہ یہ کانفرنس مدارس بارے بے بنیاد پروپیگنڈے کے توڑ کے لیے اِنعقاد پذیر ہو رہی تھی اور ملک بھر کے گلی کوچوں میں جس محبت اور خلوص سے دینی مدارس کے کردار وخدمات کے چرچے ہوئے وہ بتاتے ہیں کہ دینی مدارس کو بدنام کرنے کے جتنے جتن کیے گئے وہ سب الٹے پڑے، مدارس کا میڈیا ٹرائل لوگوں کو مدارس سے متنفر کرنے کے بجائے لوگوں کے دلوں میں مدارس کی محبت میں اضافے کا باعث بنا۔ بچے بچے کی زبان اس حقیقت کا اعتراف کر رہی تھی کہ ''آج کے دور میں کسی کی حقانیت جاننے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ دشمن کے تیروں کا ہدف دیکھا جائے جس طرف دشمن کے تیر برس رہے ہوں سمجھ لو کہ حق وہیں ہے'' دینی مدارس کے متعلقین کو تو پہلے بھی اس کا اندازہ تھا لیکن اس کانفرنس کے لیے محنت کرتے ہوئے ادراک ہوا کہ اس ملک کا بچہ بچہ اس حقیقت کو بخوبی جان چکا ہے کہ مدارس کے خلاف نفرت انگیز مہم کے پس پردہ مقاصد کیا ہیں؟۔کانفرنس کے لیے محنت اور ملاقاتیں کرتے ہوئے میری اور وفاق المدارس کے دیگر ذمہ داران کی کئی ایسے لوگوں سے ملاقاتیں ہوئی ہیں جن کے بارے میں ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ دین کے بارے میں اتنے فکر مند اور مدارس دینیہ سے اس قدر بے پناہ محبت رکھتے ہوں گے لیکن ان سے بات چیت کے بعد اندازہ ہوا کہ مدارس کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈے کی وجہ سے انہوں نے از خود مدارس کے کردار وخدمات کا جائزہ لیا، مدارس کا تنقیدی نگاہوں سے مشاہدہ کیا اور پھر دل وجان سے اس بات کے معترف ہوئے کہ مدارس دینیہ کس طرح اس جبر کے دور میں اخلاص اور بے نفسی کے ساتھ تعلیم کے فروغ اور دین کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔اس لیے ہم نے یہ تہیہ کیا ہے کہ دینی مدارس کے بارے میں ہر پاکستانی مسلمان تک براہ راست پہنچ کر مدارس دینیہ کے ساتھ عوام الناس کے تعلق اور رابطہ مزید مستحکم کرنے کی محنت صرف کانفرنس تک ہی نہیں بلکہ پورا سال جاری رکھیں گے۔

استحکام مدارس واستحکام پاکستان کانفرنس کی تیاریوں کے دوران لوگوں میں حب الوطنی کے جذبات اجاگر ہوئے ،اس بات کا احساس تازہ ہوا کہ ہمارا مستقبل اور ہمارے دینی مدارس کا استحکام پاکستان کے استحکام سے وابستہ ہے اور اس وطن کی سلامتی اور استحکام ہمیں مدارس اور دینی اداروں کے استحکام کی طرح عزیز ہے۔

''استحکام مدارس و پاکستان کانفرنس'' کی تیاریوں کے دوران ایک اور بات جو ہمارے لیے حوصلہ افزائی کا باعث بنی وہ یہ کہ کانفرنس باہمی اتحاد واتفاق اور یکجہتی کے اظہار کا ذریعہ بنی۔ایک ایسے وقت میں جب

ایک ہی خاندان سے تعلق رکھنے والے افراد کے درمیان فاصلے ہیں، جب ایک مکتب فکر سے تعلق رکھنے والوں کے درمیان تقسیم در تقسیم کا لامتناہی سلسلہ ہے، لوگ ایک ساتھ چلنے کے لیے تیار نہیں، مختلف مزاج اور نظریات کے حامل لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے لیکن اس کانفرنس کی تیاریوں کے دوران وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ذمہ داران کو جو حوصلہ افزاء فیڈ بیک ملا اس نے پاکستان کے دینی مدارس کے سب سے بڑے اور قدیمی نیٹ ورک کے کارکنان کا مورال بہت بلند کیا کہ لوگوں کے درمیان موجود رویوں اور نفرتوں کی خلیج ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے ذریعے پاٹی جا سکتی ہے اور ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' بلاشبہ سب کے نزدیک ایک ایسا سائبان ہے جس کے سائے تلے ہر جماعت اور ہر مزاج کے لوگ ستانے کے لیے آبیٹھتے ہیں۔

کانفرنس کی تیاریوں کے دوران جو چیز سب سے زیادہ حوصلہ افزاء رہی وہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحقہ اٹھارہ ہزار دینی مدارس کے ذمہ داران کی اپنائیت اور محبت، کام کرنے کا بے لوث جذبہ اور اَنتھک محنت تھی۔ صرف مدارس کے ذمہ داران ہی نہیں بلکہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی حفظ سے لے کر درس نظامی تک کی کسی بھی سند کے حامل شخص نے وہ مرد تھا یا عورت، وہ حافظ تھا یا عالم، وہ مفتی تھا یا مدرس، وہ امام تھا یا خطیب اس نے اپنی تمام توانائیاں ''اِستحکام مدارس و پاکستان کانفرنس'' کی کامیابی کے لیے صَرف کر ڈالیں، بلکہ ایک دلچسپ معاملہ یہ سامنے آیا کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مدارس سے کسبِ فیض کرنے والے کئی ایسے لوگوں سے رابطہ ہوا جو صرف چند برس مدارس میں زیر تعلیم رہے پھر وہ اپنی تعلیم مکمل نہ کر پائے اور کسی اور شعبے کو اختیار کر لیا، مدارس سے برسوں سے کوئی رابطہ اور کوئی واسطہ نہیں رہا لیکن اس کانفرنس نے ان کا مدرسہ سے پرانا تعلق تازہ کر دیا اور وہ بھی اس کانفرنس کو اپنی کوئی گھریلو تقریب سمجھ کر اس میں شرکت کی تیاریاں کرنے لگے اور اس کی کامیابی کے لیے مصروف عمل ہو گئے۔ ایسے لوگ جو بیرون ملک مقیم ہیں وہ اپنے خرچ پر اس کانفرنس میں شرکت کے لیے تشریف لانے کے منصوبے بنا رہے تھے بلکہ دیار غیر میں مقیم کئی لوگ کانفرنس کی وجہ سے پاکستان تشریف بھی لا چکے تھے، ایسے لوگ جو دور دراز کے دیہاتوں اور قصبوں گوٹھوں میں اپنی دینی مصروفیات میں لگے ہوئے تھے ان کی کارگزاری سن کر سیروں خون بڑھ جاتا تھا۔

''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی عظیم الشان ''استحکام مدارس و پاکستان کانفرنس'' کے انعقاد کا فیصلہ ایک ایسے وقت ہوا تھا جب پاکستان کے دینی طبقات میں مایوسی کا عالم تھا، جب خوف و ہراس کی کیفیت تھی، جب لبرل ازم کو رواج دینے کے خواب دیکھے جا رہے تھے اور جب مدارس دینیہ کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی ایسے میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے

قائدین کی طرف سے پہلے ڈویژنز کی سطح پر کونشنز کے انعقاد نے بیداری کی لہر پیدا کی اور پھر ملک گیر اجتماع کی کال سے ملک بھر کے مذہبی طبقات اور جذبات نے انگڑائی لی، وفاق المدارس کے قائدین نے سطحی ذہن اور جذباتی سوچ رکھنے والے لوگوں کی طرح نہیں بلکہ کمال دانشمندی سے ان جذبات کو دائمی اور سدابہار بنانے کا فیصلہ کیا امید ہے کہ اس کے دوررس اثرات مرتب ہوں گے۔

یہاں اس بات کی وضاحت بھی از حد ضروری ہے کہ ایک عرصے سے یہ کوشش کی جاتی رہی کہ مدارس کو اشتعال دلا کر تشدد کے راستے پر ڈالا جائے، مدارس اور قومی اداروں کے مابین تصادم اور کشمکش کی فضاء پیدا کی جائے اور مدارس کو پاکستان میں ایک اچھوت کی حیثیت دے دی جائے جبکہ دوسری طرف سے گاہے بگاہے یہ بھی کہا جانے لگا کہ پاکستانی مدارس کے ساتھ ترکی جیسا تجربہ دہرایا جاسکتا ہے، ان مدارس کو دیوار کے ساتھ لگایا جاسکتا ہے یا تھوڑی سی محنت کے بعد ختم کیا جاسکتا ہے۔ ایسے میں ماضی کی طرح ایک مرتبہ پھر" وفاق المدارس العربیہ پاکستان" کے قائدین نے پرامن انداز سے مدارس دینیہ کے متعلقین ومحبین کی پرامن افرادی قوت کے اظہار کا فیصلہ کیا، اس کی بھرپور تحریک چلائی، اس کے لیے سرتوڑ محنت کی اور جب مناسب سمجھا اس کے التواء کا اعلان کر کے اپنوں میں ایک تشنگی اور دشمن پر رعب ودبدبہ کی کیفیت برقرار رکھی ہم سمجھتے ہیں کہ گزشتہ چند ماہ کے دوران ملک بھر میں منعقد ہونے والے اجتماعات اور مرکزی اجتماع کی تیاری کے لیے چلائی جانے والی مہم جہاں دکھی دل اسلام پسند جوانوں، ارباب مدارس اور مذہبی طبقات کے لیے حوصلے اور عزم کی تقویت کا باعث بنی وہیں دینی مدارس کے خاتمے کے خواب دیکھنے والوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے بھی کافی ہے۔ اس لیے توقع کی جانی چاہیے کہ اب مدارس بارے غلط اندازے لگانے، غیر دانشمندانہ فیصلے کرنے اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کرنے سے گریز کیا جائے گا۔

آخر میں اس کانفرنس کے لیے محنت کرنے والے احباب کا تذکرہ نہ کرنا یقیناً ناانصافی ہوگی۔ کانفرنس کے انعقاد کے فیصلے کے بعد اکابر نے جس طرح دعائیں دیں، شفقتوں سے نوازا، کانفرنس کے انتظامات میں قیمتی مشوروں سے نوازا وہ ہمارے لیے سب سے قیمتی سرمایہ تھا۔ مجھے ذاتی طور پر اللہ کی رحمت سے ہر پہلو پر بھرپور محنت کی توفیق ملی جس پر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالاتا ہوں کہ یہ سب محض اس کا کرم تھا۔ کانفرنس کی کامیابی کے لیے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین نے شبانہ روز محنت کی، تمام صوبائی ناظمین نے تن من دھن کی بازی لگائی، تمام مسئولین (ضلعی ذمہ داران) نے دن رات ایک کر دیا۔ بالخصوص مولانا قاضی عبدالرشد نے پنجاب کا قریہ قریہ چھان مارا، علالت کے باوجود پے در پے سفر کرتے رہے، جنوبی پنجاب میں مولانا زبیر صدیقی نے ہر بستی کا دورہ کیا، خیبر پختونخواہ میں مولانا انوار الحق، مولانا

حسین احمد اور مولانا اصلاح الدین حقانی اور ان کے رفقاء نے ایسے انداز سے محنت کی کہ قیام پاکستان کے وقت ہونے والے ریفرنڈم کے لیے اکابر کی محنت کی یادیں تازہ کر دیں، بلوچستان میں مولانا مفتی صلاح الدین، مولانا مفتی مطیع اللہ نے دن رات ایک کیے رکھا اور بلوچستان کے کٹھن ماحول میں بیداری پیدا کی، کراچی میں اکابر کی سرپرستی میں مولانا امداد اللہ نے اور اندرون سندھ میں مولانا قاری عبدالرشید صاحب نے ہلچل مچادی، آزاد کشمیر میں مولانا سعید یوسف اور مولانا قاضی محمود الحسن اشرف نے تمام مدارس کے ذمہ داران سے رابطے کیے اور دو سو سے زائد گاڑیوں کا قافلہ تیار کیا، ہماری میڈیا کمیٹی کے اراکین بالخصوص مولانا عبدالقدوس محمدی، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، مولانا محمد ابراہیم سکرگاہی، عزیزم احمد حنیف جالندھری اور مولانا مفتی سراج الحسن نے جس طرح محنت کی، مسلسل خبریں چلائی جاتی رہیں، مضامین شائع ہوتے رہے، اسلام آباد، لاہور، کراچی، پشاور اور ملتان میں اخبار نویسوں سے رابطہ مہم جاری رہی، میں نے خود میڈیا کمیٹی کے اراکین کے ہمراہ تمام اہم میڈیا ہاؤسز کا دورہ کیا، اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں، سب نے کھلے دل سے خیر مقدم کیا، خصوصی کوریج کا وعدہ کیا، پرنٹ میڈیا نے کانفرنس کے موقع پر ایڈیشن اور مفت اشتہارات چھاپنے کے وعدے کیے، ہمارے میڈیا سنٹر نے پندرہ اخبارات کے لیے پورے پورے ایڈیشن کا مواد ترتیب دیا، ان پیج کی فائلیں اور فولڈر تیار کیے، سوشل میڈیا پر بھرپور مہم چلائی، ایسی ایسی دیدہ زیب، دلکش، سبق آموز پوسٹیں تیار ہوئیں کہ دل باغ باغ ہو گیا، میڈیا سنٹر نے سوشل میڈیا ایکٹیوسٹس کے لیے نیٹ ورکنگ کا اہتمام کیا، بنوریہ میڈیا نے وڈیوز تیار کیں، ملک بھر میں مسلسل ٹیلی فون کالیں چلائی جاتی رہیں، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر میں مولانا عبدالمجید، چوہدری ریاض عابد، مولانا احمد عماص، مولانا محمد سیف اللہ ابرار اور ان کے رفقاء پوری محنت کے لیے بنیاد کا پتھر ثابت ہوئے، فیصل آباد کے دارالقرآن اور جامعہ امدادیہ کے اساتذہ و ذمہ داران نے انتظامات اپنے ذمہ لیے رکھے، سرگودھا کے مولانا مفتی طاہر مسعود نے سکیورٹی کی ذمہ داری سنبھالی اور اس کی ترتیب بنائی، جامعہ اشرفیہ لاہور کے احباب بالخصوص حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اور حافظ اسعد عبید صاحب نے جس خلوص و محبت اور فیاضی سے کانفرنس کی میزبانی قبول کی، مہمانوں کی خاطر تواضع کی، لاہور ڈویژن کے مسؤلین مولانا مفتی خرم یوسف اور مولانا مفتی عزیز الرحمٰن نے خود کو کانفرنس کے لیے وقف کیے رکھا الغرض ہر کسی نے اپنی بساط سے بڑھ کر محنت کی جس کا اللہ رب العزت سب کو اپنی شان کے مطابق اجر عطا فرمائیں۔ آمین

۲۴

اشتہار تالیفات اشرفیہ

فقہ حنفی سے ناراضی کیوں............؟؟

قسط(۱)

حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی (جامعہ خیرالمدارس ملتان)

قارئین کرام! پاک و ہند میں جب سے دین آیا فقہ حنفی کی شکل میں آیا۔ جتنے محدث فقیہ یا اولیاء کرام ہوئے وہ فقہ حنفی پر ہی عمل کرتے تھے۔ فقہ حنفی کو کوئی قرآن وحدیث کے مخالف نہیں کہتا تھا۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ فقہ کا اختلاف فقہ سے ہوتا ہے حدیث سے نہیں ہوتا کیونکہ ائمہ اربعہ کے اصول کی کتب میں لکھا ہے کہ مجتہد کے اجتہاد کی ایک شرط یہ ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی نص وارد نہ ہو کیونکہ جہاں نص آ جائے وہاں یہ اجتہاد جائز ہے نہ تقلید۔ اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ یا تو اس مسئلہ کے بارہ میں نص ہی نہ ہو تو اس کا حکم معلوم کرنے کے لئے مجتہد اجتہاد اور غیر مجتہد ماہر فن مجتہد کی تقلید کرتا ہے جیسے دائمی نکسیر اور سلسل البول کے مریض کے وضو کا حکم استحاضہ والی روایت سے یہ معلوم کیا کہ ایسے معذور لوگ ایک نماز کے لئے ایک وضو کر لیں ان عذروں کی وجہ سے معذور کا وضو نہیں ٹوٹے گا، البتہ وقت ختم ہونے پر وضو ختم ہو جائے گا دوسری نماز کے لئے دوسرا وضو کرے۔ یا کسی مسئلہ میں نصوص تو ہوتی ہیں مگر وہ متعارض ہوتی ہیں اور رفع تعارض کسی حدیث سے نہیں ہوتا تو اس وقت رفع تعارض کے لئے مجتہد اجتہاد کرتا ہے اور غیر مجتہد اس کی تقلید کرتا ہے۔ اس کی مثال اور رکوع جاتے رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع یدین یا ترک رفع یدین کا مسئلہ ہے کہ اس بارہ میں دونوں قسم کی روایات ہیں۔

اس تعارض کا رفع یا ترجیح کی صورت کسی نص صریح سے ثابت نہیں اس لئے مجتہدین نے اپنے اپنے اجتہادی دلائل سے رفع یدین یا ترک رفع یدین کو ترجیح دی۔ فریقین میں سے ہر ایک اپنے مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرتا اور دوسرے مجتہد اس کی اتباع کرنے والوں سے حسنِ ظن رکھتا اور یہ سمجھتا رہا کہ دوسرے فریق کا اجتہاد ہمارے اجتہاد کے خلاف ہے اور اس اختلاف پر ہمارے مجتہد کی مخالفت کرنے والوں کو بھی ایک اجر ضرور ملے گا اگرچہ دوسرے اجر کا بھی احتمال ہے۔ اور فریقین کی کتب میں اپنے اور فریقِ مخالف کے دلائل مذکور ہوتے تھے صرف اپنے دلائل کی وجہ ترجیح ذکر کی جاتی تھی فریق مخالف کے دلائل کا کلیۃً انکار یا استہزاء نہیں ہوتا تھا۔

⌘ مثلاً حنفی یا مالکی ترک رفع یدین کر کے اپنے مخالف شوافع یا حنابلہ کو یہ نہیں کہتے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی شوافع یا حنابلہ رفع یدین کر کے حنفیوں اور مالکیوں کو یہ کہتے تھے کہ ان کی نماز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے خلاف ہے بلکہ فریقین سچ بولتے تھے کہ ہمارا یہ باہمی اجتہادی اختلاف ہے کسی فریق کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف نہیں مگر بارہ سو سال گزرنے

کے بعد کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے کہ انہوں نے مثلاً رفع یدین والی حدیثوں پر عمل کر کے ترکِ رفع یدین کی حدیثوں کا صرف انکار ہی نہیں بلکہ ان کا استہزاء بھی شروع کر دیا اور اپنے اس فیصلے کو محمدی فیصلہ اور اپنے مخالفین کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مخالف قرار دیا اور بہت سے لوگ اس پروپیگنڈہ سے متاثر ہوئے کہ امتی کی نماز سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اچھی ہے۔ اور تارکینِ رفع یدین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف سمجھنے لگے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خلاف نماز پڑھتے ہیں۔ اس لئے ان کی خدمت میں ترکِ رفع یدین کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں تا کہ حقیقتِ حال واضح ہو جائے کہ ان مسائل میں اختلاف حنفی یا شافعی کا رہا ہے نہ کہ حنفی یا محمدی کا۔

دلیل نمبرا:

سورتِ مؤمنون کی پہلی آیت میں ہے کہ ''وہ مومن کامیاب ہیں جو نماز خشوع کے ساتھ پڑھتے ہیں'' مفسرِ قرآن حضرت ابن عباس ◆ خشوع کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو نماز میں دائیں بائیں جانب التفات نہیں کرتے اور رفع یدین نہیں کرتے (تفسیر ابن عباس ص۲۱۲)

دلیل نمبر۲:

حضرت تمیم بن طرفہ ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر ◆ بن سمرہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں نماز سکون سے پڑھو (مسلم شریف ج ا ص ۱۸۱) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے رفع یدین پر ناراضی کا اظہار فرمایا اور اس کو نماز کے سکون کے منافی قرار دیا۔

دلیل نمبر۳:

حضرت وائل بن حجر ◆ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں دو دفعہ حاضری دی جب دوسری دفعہ حاضر ہوا تو سخت سردی میں میں نے صحابہ کرام ◆ کو دیکھا کہ انہوں نے سر پر ٹوپیاں اور کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور کمبل کے نیچے صرف پہلی تکبیر کے وقت سینوں تک رفع یدین کرتے تھے۔

(ابوداؤد ج ا ص ۱۵۰)

دلیل نمبر۴:

حضرت عبداللہ بن مسعود ◆ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ میں تمہیں حضور ﷺ والی نماز پڑھ کر دکھاؤں پھر انہوں نے نماز پڑھی اور صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کی اس کے بعد نہیں کی (نسائی ج ا ص ۱۵۸)

نوٹ: امام نسائی ؒ نے اس حدیث کو ابن عمر ◆ کی بخاری والی رفع یدین والی روایت کے ترک کی دلیل بنایا ہے۔ معلوم ہوا کہ امام نسائی ؒ کے نزدیک یہ روایت ابن عمر ◆ کی رفع یدین والی روایت کے ہم پلہ ہے یا اس سے اعلیٰ ہے کیونکہ ناسخ منسوخ سے کم درجہ کا نہیں ہو سکتا۔ نیز ابن حزم نے محلی

میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے (محلی ابن حزم ج۴ص ۸۸) احمد شاکر نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے (حاشیہ محلی ابن حزم ج۴ص ۸۷ و حاشیہ ترمذی ج۲ص ۴۱) علامہ ناصر الدین البانی ابوداؤد کے قول **لیس هو بصحیح علی هذا المعنی** کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ابوداؤد کی امام ترمذی ؒ نے مخالفت کی ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط کے مطابق ہے اور جنہوں نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے، ہم ان کے پاس کوئی ایسی قابل استدلال دلیل نہیں پاتے جس کی وجہ سے اس حدیث کو رد کر دیا جائے (حاشیہ مشکوٰۃ شریف ج۱ص ۲۵۴)

دلیل نمبر۵:

امام بخاری ؒ کے استاد عبداللہ بن الزبیر حمیدی ؒ متوفی ۲۱۹ھ فرماتے تھے کہ عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو اپنے کندھوں کے برابر رفع یدین کی اور جب رکوع کا ارادہ کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین نہیں کی (مسند حمیدی ج۲ص ۲۷۷ و مسند ابی عوانہ ج۱ص ۳۳۴)

دلیل نمبر۶:

حضرت زید بن اسلم حضرت ابن عمر ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ مکہ میں نماز کی ابتداء میں اور نماز کے اندر رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے جب حضور ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو نماز کے اندر رکوع کے وقت رفع یدین ترک کر دی اور ابتداء میں رفع یدین پر ثابت رہے (اخبار الفقہاء والمحدثین ص ۲۱۴)

دلیل نمبر۷:

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے تھے کہ میں نے حضور ﷺ اور ابوبکر و عمر ؓ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں تو وہ صرف شروع نماز میں رفع یدین کرتے تھے اس روایت کے راوی محمد بن جابر نے کہا کہ پہلی تکبیر کے بعد انہوں نے رفع یدین نہیں کی (مسند ابی یعلی ج۵ص ۳۶)

دلیل نمبر۸:

حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ نماز کا سلام پھیر دیتے (مسند ابی حنیفہ لابی نعیم متوفی ۴۳۰ھ ص ۱۵۶)

دلیل نمبر۹:

حضرت سالم نے ابن عمر ؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی اقدس ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے (خلافیاتِ بیہقی بحوالہ نصب الرایہ ج۱ص ۱۰۴)

یہ وہ مرفوع روایات ہیں جن پر آج کل فقہ سے ناراض ہونے والے خود یا ان کے باپ دادا عمل کرتے رہے۔اب جن حضرات نے ان روایات پر عمل کیا ہے کیا ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ ہے کہ ان روایات پر عمل نہ کرنا اور رفع یدین والی روایات پر عمل کرنا اگر ایسا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے تو وہ ہمیں بھی دکھا دیں ہم بھی ان روایات کو چھوڑ دیں گے اور اگر ایسا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور ہرگز ثابت نہیں تو پھر یہ کہنا کہ ہم حضور ﷺ کے فیصلے کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اور حنفی امام ابوحنیفہ ؒ کو حضور ﷺ کے مقابلہ میں مانتے ہیں بالکل جھوٹ ہے اور جب حضور ﷺ نے یہ فیصلہ نہیں فرمایا تو اپنی یا بعض امتیوں کی خواہش کو نبی اقدس ﷺ کی خواہش قرار دینا منصب نبوت کو ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے۔

اور اگر مذکورہ ترک رفع یدین کے دلائل کو حضور ﷺ نے ضعیف قرار دیا ہے تو یہ فیصلہ دکھایا جائے ہم بھی ان احادیث کو ترک کر دیں گے لیکن اگر حضور ﷺ کا ایسا فیصلہ نہیں بلکہ کسی امتی کا فیصلہ ہے مثلاً امام بخاری ؒ یا امام شافعی ؒ کا تو پھر سچ بات یہ ہوگی کہ ہم امام بخاری ؒ کی یا امام شافعی ؒ کی نماز پڑھتے ہیں اس کو محمدی نماز قرار دینا بالکل جھوٹ ہوگا اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے جھوٹوں سے محفوظ رکھے۔آمین۔

﴿جاری ہے﴾

بقیع کی پاک مٹی نے مجھے بے حد ترسایا

پروفیسر مولانا میاں محمد افضل صاحب (ساہیوال)

مرے آقا ﷺ ترے در سے جدائی کا ہے وقت آیا　　اِسی لمحہ سے ڈرتا تھا ، اُسی لمحہ نے تڑپایا
بہت مجبور ہوں آقا ﷺ مدینہ چھوڑ جانے پر　　مقدر میں یہی تھا کیا کروں میں کیا کروں آقا ﷺ
تری شفقت بڑی ہی بے کراں ہے اس دوانے[1] پر　　مگر ہمت سے آقا ﷺ کچھ بھی میں یاں کر نہیں پایا
نہ کچھ کرنے کی حسرت ساتھ اپنے لے کر جاتا ہوں　　خدا سے لے دیں کچھ ہمت، اگر میں در پہ پھر آیا
مدینہ یاد آئے گا وطن میں بے طرح[2] ہر دم　　کروں گا یاد میں تجھ کو، مرے آقا ﷺ مرے شاہا ﷺ
شہِ بطحا ﷺ بلاتے رہنا مجھ کو پھر بھی طیبہ میں　　بقیع کی پاک مٹی نے مجھے بے حد ہے ترسایا
تری چشمِ کرم کا منتظر رہتا ہوں اے مولا ﷺ　　تری رحمت کا ناتا[3] ہی مجھے یاں کھینچ کر لایا
شفاعت کا تری طالب ہے تیرا روسیہ[4] افضل　　توسل سے ترے مانگے جو یاں، خائب[5] نہیں پایا

[1] پاگل [2] بہت زیادہ [3] رشتہ [4] گنہگار [5] ناکام

مجبوریوں کی خوش اسلوبیاں

پروفیسر محمد حمزہ نعیم صاحب (جھنگ)

سات آسمانوں سے اوپر تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام بیت المعمور اللہ پاک کے گھر کا طواف کیا کرتے تھے۔ آسمانوں کے اوپر موجود کعبہ کا نام بیت المعمور تھا۔ ملائکہ مقربین بھی اسی کعبہ کا طواف کر کے بارگاہ ربوبیت جل جلالہ میں اپنی عاجزی اور انکسار کا اظہار کیا کرتے تھے، مشیت الٰہی سے جب ابا جان حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف فرما ہوئے تو عرض کیا اے رب ہماری بندگی جبیں نیاز چاہتی ہے مگر تیرا گھر نظر نہیں آتا۔ بارگاہِ الٰہی میں درخواست کو شرف قبول ملا اللہ کریم نے اپنے مقرب فرشتے بھیج کر جبل فاران، جبل ابوقبیس، جبل عمر، جبل کعبہ اور جبل قعیقعان کے درمیان میں اپنے گھر کی تعمیر کروا دی۔ یہ بیت اللہ عین بیت المعمور کے محاذات میں ہے، اسی لئے علماء نے بتایا ہے کہ کوئی بندۂ مومن اگر کعبہ کی چھت سے اوپر والے خلا کو بھی سامنے رکھ کر نماز ادا کرے یعنی اس وقت موجودہ چار منزلہ عمارت کی آخری اوپر کی چھت پر نماز پڑھے اور بیت اللہ شریف کی عمارت نیچے رہ جائے تب بھی اس کی نماز بالکل درست ہوگی کیونکہ کعبۃ اللہ کے نیچے تحت الثریٰ تک بھی بیت اللہ ہے اور اوپر بیت المعمور اور عرش معلیٰ تک بھی بیت اللہ ہے۔

ابا جان حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کا طواف کیا، عرفات میں ابا جان علیہ السلام اور اماں جان سیدہ حوا رضی اللہ عنہا کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے یہاں پہنچ کر اپنی عبدیت اور اللہ جل جلالہ کی معبودیت کو پہچانا اسی لئے اس مقام کا نام میدانِ عرفات، پہاڑ کا نام جبل عرفات اور جبلِ رحمۃ اور اس دن کا نام یوم عرفہ قرار پایا۔ اس زمانے سے آج تک اور تا قیامت اہل حق، اہل ایمان حضرت ابا جان سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت میں عرفہ کے دن (نو ذی الحجہ کو) میدانِ عرفات میں اکٹھے ہوتے رہیں گے خیر الامم اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اور تمام مومنین کو حکم ہوا کہ بارگاہِ الٰہی میں تمہاری حاضری اسی وقت قبول ہوگی جب تم حضرت آدم علیہ السلام کے قدموں پر چل کر لبیک اللّٰھم لبیک پکارو گے۔ خاتم المعصومین سید الرسل والانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر آخری بڑا فریضہ اور اسلام کی اہم بنیاد فریضہ حج ہے۔ حج کے تین ارکان اور کئی واجبات ہیں۔ ایک رکن وقوفِ عرفہ ہے یعنی یوم عرفہ ۹ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں حاضری تمام فرائض و واجبات وقوفِ عرفہ کے سوا رہ جائیں تو اس کوتاہی کو جنایت کہتے ہیں اس کا جرمانہ دم وغیرہ ادا کر کے فریضہ حج ادا شمار ہو جاتا ہے لیکن وقوفِ عرفہ رہ جائے اور باقی تمام ارکان تمام فرائض و واجبات ادا کر لئے جائیں تو حج کسی صورت بھی ادا شمار نہ ہوگا۔ وقوفِ عرفہ کا بدل موجود نہیں، آئندہ سال پھر سے وقوفِ عرفہ اور دیگر ارکان، فرائض و واجبات دوبارہ ادا کرنا ہوں گے۔ میدانِ عرفات میں حضرت آدم علیہ السلام اور سیدہ حوا رضی

اللہ عنہا کا اکٹھے ہو کر وہاں بارگاہِ رب میں عرض معروض کرنا اللہ جل جلالہ کو اتنا پیارا لگا کہ ہر سال اس کی یاد بنانے کو فریضہ قرار دیدیا۔ جدّ النبی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں اعلان فرما دیجئے کہ لوگو! اللہ نے تم پر اپنے گھر کا حج فرض کیا ہے۔ تم یہاں حج کرنے آؤ یہ آواز عالم ارواح تک بھی پہنچی اور خوش نصیبوں نے لبیک کہا۔ آج ان کو حاضری نصیب ہے۔

جدّ النبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کریم کے حکم پر ہجرت فرمائی پھر اللہ کے حکم پر اپنی اہلیہ خاتم المعصومین علیہ السلام کی دادی اماں سیدہ ہاجرہ اور شیر خوار معصوم بچے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ کے پاس چھوڑ دیا اور واپسی کا حکم ہوا۔ پیچھے اکیلی ہاجرہ اپنے معصوم بچے کے ساتھ اللہ کے مکرم گھر کے پڑوس میں بیٹھی ہیں، خاوند کی دی ہوئی کھجوریں اور پانی کے مشکیزے بہت کفایت شعاری سے استعمال کے باوجود چند دن بعد ختم ہو گئے۔ خود بھی بھوکی پیاسی، معصوم اسماعیل بھی پیاسا، اپنی بھوک پیاس تو تھی ہی مگر معصوم اسماعیل کا پیاس سے تڑپنا ممتا برداشت نہ کر سکی۔ خشک پہاڑوں کے درمیان وہاں نہ کوئی انسان نہ حیوان، نہ چرند پرند۔ بیت اللہ سے صفا پہاڑی پر گئیں، صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کبھی تیز قدم کبھی آہستہ مگر پانی ناپید آخر زمزم جاری ہوا جو سارے عالم کی پیاس بجھاتا ہے۔ خاتم المعصومین کو حکم ہوا اور حجۃ الوداع پر انہوں نے ارشاد فرمایا خذوا عنی مناسککم اے میرے صحابہ! مجھ سے اپنے مناسک حج سیکھ لو، ان مناسک میں صفا مروہ کے درمیان سات چکر بھی ہیں، یہ بھی واجبات حج میں سے ہیں اگر سیدہ ہاجرہ کی سنت ادا نہیں کرو گے تو تمہارا حج ادا نہ ہوگا۔ محبوب بندوں کی محبوب ادائیں اللہ ہر زماں دیکھنا چاہتا ہے۔ عمرہ ہو یا حج صفا مروہ کی سعی کے بغیر نا قابل قبول ہے۔

ایک عرصہ بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو معصوم بیٹے اور اپنی اہلیہ سے ملنے کی اجازت ملی تو سرزمین فلسطین سے سفر کر کے ملنے آیا کرتے۔ معصوم اسماعیل جب بھاگنے دوڑنے کے قابل ہوئے تو خلیل اللہ کو حکم ہوا اس محبوب بیٹے کو میرے نام پر ذبح کر دیجئے۔ اس حکم پر انہوں نے منیٰ کی وادی میں معصوم بچے اسماعیل کو لٹا کر گلے پر چھری چلا دی مگر مشیتِ الٰہی نے ان کی بجائے جنت سے دنبہ بھیج کر ذبح کر دیا۔ اللہ نے اس قربانی کو ذبح عظیم کا نام دیا اور خاتم المعصومین علیہ السلام نے حج کرنے والوں پر قیامت تک کے لئے جانور قربان کرنا واجب کر دیا۔ جو کوئی ان دو محبوب پیغمبروں کی ذبح کرنے اور ذبح ہونے کی سنت ادا نہ کرے گا ایک جانور ذبح نہ کرے گا اس کا حج قبول نہ ہوگا۔ ہاں توبہ کرے گا، واجب چھوڑنے کا جرمانہ دم وغیرہ دے گا تو کسی حد تک تلافی مافات ہو جائے گی۔

طواف تو تمام انسانوں کے باپ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم المعصومین علیہ السلام تک تمام انبیاء معصومین کی سنت اور خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحابِ مقدسین کی سنت ہے، خالق کردگار کی محبت کی نشانی ہے۔ طوافِ کعبہ طواف قدوم، طوافِ فرض اور طواف الوداع اللہ کی محبت میں شمع کے گرد پروانوں کی طرح گھومنا محبت کا واضح نشان ہے اور مذکور مقدسین کی اس سنت ادا کئے بغیر حج نامکمل رہے گا۔

اصحاب رسول مہاجرین و انصار مدینہ سے آئے تھے مہاجرین مکہ مدینہ طیبہ کی نئی پیش آمدہ آب وہوا

سے کمزور ہو گئے تھے، عمرہ قضا کے موقع پر مشرکین مکہ کے مُنہ سے نکل گیا کہ محمد اوران کے ساتھی مدینہ جا کر کمزور ہو گئے، حکم ہوا اے میرے ساتھیو! احرام کی چادر دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالو اور پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا ہلا کر تیز قدم مٹک مٹک کر چلو، کفار ومشرکین کو خوش ہونے کا موقع نہ دو۔ مقدس اصحابِ رسول ﷺ کی یہ چال قیامت تک سنت بن گئی۔ اب جان بوجھ کر موقع ملنے کے باوجود جو کوئی اضطباع اور رمل نہ کرے گا اس کا حج یا عمرہ ناقص رہے گا۔

حجاز مقدس سے باہر کے لوگ اگر حج ادا کرنے کے بعد ایک یا کئی ایک مزید عمرے کرنا چاہتے ہیں تو مومنوں کی ماں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بامرِ رسول اللہ ﷺ جہاں تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھا تھا حجاج کرام وہاں جا کر احرام باندھکر پھر سے عمرہ کا اجر وثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اہل مکہ بھی اماں جان سیدہ طاہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قدموں پر چل کر وہیں مسجد ام المؤمنین سے احرام باندھ کر طواف، سعی اور حلق یا قصر کے بعد عمرہ کا اجرِ عظیم حاصل کرتے رہتے ہیں۔

حج کی نیت کی:

احرام باندھا، طواف کیا، سعی کی، منی میں قیام کیا، عرفات میں وقوف کیا، واپس ہو کر وقوف مزدلفہ کیا پھر منیٰ میں پہنچ کر قربانی (ہدی، حج) کی، تین دن منیٰ میں قیام کر کے انہی دنوں میں طواف فرض ادا کرنے مکہ مکرمہ پہنچے۔ قبل ازیں جب احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف کیا تھا وہ تو اللہ کے گھر کا پہلا سلام تھا۔ اگر احرام کے بعد طواف قدوم نہیں کیا کسی بھی وجہ سے براہِ راست میدانِ عرفات میں پہنچ کر وقوف کر لیا تو یہ صاحبِ وقوف کہلایا اس کے حج میں کوئی کمی نہیں آئی، سعی بھی بعد وقوفِ عرفہ کی جا سکتی ہے لیکن ہر حاجی پر فرض ہے کہ عرفات، مزدلفہ اور منی سے واپسی پر زیارت بیت اللہ کے لئے بصد شوق حاضری کو آئے اور طواف بیت اللہ کرے۔ اسی طواف کو طوافِ زیارت کہتے ہیں۔ قربانی کرنے کے بعد حاجی حلق یا قصر کروا کر احرام اتار چکا ہے مگر طواف زیارت ابھی باقی ہے۔ خاتم المعصومین ﷺ اور مقدس اصحاب رسول رضی اللہ عنہم نے طواف زیارت کیا ہے اس طواف کے ادا کئے بغیر حج نامکمل رہے گا۔ یہ طواف بھی فرض اور رکن حج ہے۔ اس کے بعد اپنے گھروں کو واپسی ہے، حب الٰہی اور عبدیت انسان کا تقاضا ہے کہ الوداعی طواف کر کے بارگاہِ رب میں اپنے نیاز پیش کئے جائیں۔

اللہ واحد قہار صمد بے نیاز ہے اسے کسی بھی بڑے یا چھوٹے کے اور نیاز ختم کرنے یا گڑگڑانے مانگنے یا اس کے الٹ ہر طرح کی سرتابی سے کوئی فرق نہیں پڑتا مگر خاتم المعصومین ﷺ اور تمام انبیاء معصومین علیہم السلام نیز مقدس اصحابِ خاتم المعصومین رضی اللہ عنہم محبوبانِ رب العالمین ہیں ان کی تمام ادائیں قبولیت اور درجہ محبوبیت حاصل کر چکی ہیں لہٰذا تا قیامت حبِ الٰہی اور حب نبی امی ﷺ کا مورد وہی شخص ہوگا جو ان مقدسین کی اداؤں کو فرض سمجھے گا اور سر تسلیم خم کرے گا۔

۳۲

اشتہار فیصل آباد

جامعہ خیرالمدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

اصل قیمت سے بڑھا کر قسطوں پر کوئی چیز فروخت کرنا

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیرالمدارس ملتان)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ دین اس مسئلہ کے بارے میں:

کہ ایک عدد موٹر سائیکل CD70 (یا کوئی اور چیز) جس کی مالیت ہنڈا کمپنی کی جانب سے نقد مارکیٹ میں مبلغ 63500 ہے۔کیا مختلف ٹائم کے ادھار پر ریٹ بڑھا کر قسطوں پر دے سکتے ہیں؟۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں تاکہ یوم محشر ہم سرخرو ہوسکیں،آپ کی نوازش ہوگی۔

العارض

سرفراز صدیقی (قصبہ گجرات)

الجواب

ادھار کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ عقد میں کوئی ایسی شرط نہ لگائی جائے جو فاسد ہو اور عقد کے مقتضیٰ کے خلاف ہو" **الا یری انه یزاد فی الثمن لاجل الاجل** "(ہدایہ،ج۳)

ان میں ایک شرط اقساط میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ لگانا یا چیز کی قیمت میں مزید اضافہ کرنا ہے درمختار میں ہے **لا باخذ مال فی المذهب** (شامیہ ص۱۷۸،ج۳)

🗎 گاڑی پکڑنے کی شرط لگانا ہے جب کہ اقساط وقت پر ادا نہ ہوں تو گاڑی ضبط کرلی جائے گی "**وان کان مؤجلا فلیس للبائع ان یحبس المبیع قبل حلول الاجل و لا بعده** "(ہندیہ ص۹ ج۳)

بعض حضرات کی تحقیق کے مطابق گاڑی کے کاغذات کو روک لینا بھی شرط فاسد کے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ ایجاب وقبول کے بعد مشتری گاڑی کا مالک بن چکا ہے، لہٰذا ملکیت کی دستاویز اسے ملنی چاہیے کیونکہ کاغذات کے بغیر گاڑی کی قیمت کم لگے گی جب اسے فروخت کرنا چاہے گا۔

باقی رہا اقساط کی وصولی کا مسئلہ تو اس کا حل شرعی کفالہ (ضامن لینا) ہے، جس میں ضامن پر ادائیگی شرعا واجب ہوجاتی ہے، معتبر ضامن لیا جائے اور اس پر واضح کردیا جائے اگر مشتری نے ادائیگی نہ کی تو ہم ضامن سے قیمت وصول کریں گے درمختار میں ہے کہ **و حکمها لزوم المطالبة علی الکفیل بما هو علی الاصیل نفسا و مالا** (شامیہ ص۲۵۱ جلد۴)..................فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۰/۶/۱۴۳۷ھ

جامع المعقول والمنقول مخدوم العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبیداللہ اشرفیؒ

مولانا حافظ سید محمد اکبر شاہ صاحب بخاری (جام پور)

آسمانِ شریعت اسلامیہ کے درخشندہ آفتاب و ماہتاب جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء والفضلاء مخدوم العارفین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت اقدس علامہ مولانا محمد عبیداللہ اشرفی القاسمی صدر مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان و نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان و مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور۔ یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۱ر مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک بوقت تہجد دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

عالمِ اسلام کے اس جلیل القدر عالم دین کی وفات حسرتِ آیات پوری دنیا اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے جس کی تلافی ناممکن ہے وہ اس دور میں برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش بلکہ پورے عالم میں سب سے بڑے عالمِ دین اور اکابر و اسلاف کا عین نمونہ تھے، ان کا علم و عمل، زہد و تقویٰ و طہارت مسلّم تھا ان کے اخلاق و اوصاف و کمالات موجودہ پرفتن دور میں بے مثل تھے ان کا وجود مسعود پورے عالمِ اسلام کے لئے باعثِ رحمت و برکت تھا ان کا سایہ عاطفت علمی دنیا کے لئے ایک سایۂ رحمت تھا آپ کی ذاتِ اقدس اکابر علماء و مشائخ دیوبند میں اس وقت عظیم المرتبت اور انتہائی قابل قدر ہستی کا درجہ رکھتی تھی، آپ اس وقت تمام علماء امت کے امام تھے ان کے سانحہ ارتحال سے صرف جامعہ اشرفیہ لاہور یا مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان یا وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے وابستہ علماء و فضلاء ہی یتیم نہیں ہوئے بلکہ عالمِ اسلام کے تمام علمی و دینی تبلیغی و اصلاحی حلقے حضرتِ اقدس رحمہ اللہ کی برکات اور دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ ہماری حالت پر رحم فرمائیں آپ کی وفات موت العالِم موت العالَم کا مصداق ہے حق تعالیٰ شانہٗ حضرتؒ کے درجات بلند فرمائیں اور پورے عالمِ اسلام کو صبر جمیل عطا فرمائیں آمین۔

آپ مخدوم الامت حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے جو حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ کے خلیفہ اجل تھے ان کا مقام علماء امت میں ارفع و اعلیٰ تھا اور اپنے دور کے سب سے عظیم المرتبت شیخ کامل اور عارف کامل تھے۔ حضرت اقدس مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ مدرسہ نعمانیہ کے مہتمم اور صدر المدرسین تھے، آپ نے ابتدائی قاعدہ اور حفظ قرآن حضرت قاری کریم بخش صاحبؒ سے پڑھا تھا اور صرف نو سال کی عمر میں قرآن

مجید حفظ کیا۔ حفظ قرآن کے بعد ابتدائی کتب کی بسم اللہ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے کرائی تھی اور ابتدائی چند کتب پڑھنے کی سعادت اور شرف آپ کو حکیم الامت ؒ سے حاصل ہوا، یہ مقام و مرتبہ اس وقت کے علماء کی صف میں صرف آپ کو حاصل ہوا ہے آپ کے والد ماجد حضرت مفتی محمد حسن صاحب ؒ نے ایک مرتبہ آپ کے بچپن کے زمانہ میں حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے یہ شکایت کی کہ عبیداللہ ؒ کو دینی تعلیم سے زیادہ رغبت و شوق نہیں ہے تو حضرت حکیم الامت ؒ نے فوراً فرمایا مفتی صاحب! آپ فکر نہ کریں ان شاء اللہ تعالیٰ عبیداللہ بھاگتے بھاگتے ہی عالم ہو جائے گا۔ حضرت حکیم الامت ؒ نے اپنی خدا داد بصیرت سے جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ حرف بہ حرف سچی ثابت ہوئی اور مولانا عبیداللہ صاحب ؒ چھوٹی عمر ہی میں عالم فاضل بن گئے تھے، حکیم الامت ؒ سے چند ابتدائی کتب پڑھنے کے ساتھ کافیہ سے آخر تک کتابیں اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد حسن ؒ سے بھی پڑھیں اور بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۱ء میں تمام کتب درسِ نظامی پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی، مرکز علم دارالعلوم دیوبند میں امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ سے آپ نے خصوصی تعلیمی استفادہ کیا، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ سے آپ نے بخاری شریف اور ترمذی شریف کی تعلیم حاصل کی، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی ؒ سے مسلم شریف حضرت مولانا اعزاز علی امروہی ؒ سے ابوداؤد شریف، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی ؒ سے طحاوی شریف اور حضرت مولانا نافع گل صاحب ؒ سے ابن ماجہ شریف پڑھی اور دورہ حدیث مکمل کیا۔

۱۹۴۲ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کیا۔ فراغت تعلیم کے بعد اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کی سرپرستی و اہتمام میں چلنے والے مدرسہ نعمانیہ امرتسر ہی میں آپ نے درس و تدریس کا آغاز کیا اور تقسیم ملک تک یہ سلسلۂ تدریس جاری رہا، پھر والد مکرم کے ساتھ ہجرت کر کے پاکستان آ گئے حضرت مفتی محمد حسن صاحب ؒ نے لاہور میں جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد قائم کیا جہاں اکابر علماء دیوبند کو جمع کیا گیا اور تعلیمی و تدریسی سلسلہ کو پھر سے شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ اشرفیہ تعلیمی لحاظ سے عروج پر پہنچا، حضرت اقدس مولانا رسول خان ہزاروی اور شیخ المحدثین علامہ محمد ادریس کاندھلوی ؒ جیسے جلیل القدر محدثین جامعہ اشرفیہ سے وابستہ ہو گئے اور اعلیٰ تدریسی خدمات پر مامور ہوئے تو حضرت مولانا عبیداللہ صاحب ؒ بھی ان حضرات اکابر کے سایہ میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں ۱۹۴۹ء سے باقاعدہ مدرس مقرر ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دینے لگے، ساتھ ہی ان اکابر محدثین سے آپ نے علمی استفادہ شروع کیا اور حضرت مولانا رسول خان ہزاروی اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے آپ نے دورۂ حدیث کی کتب مکرر پڑھیں اس طرح یہ حضرات اکابر بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ زمانہ تدریس ہی میں حضرت اقدس مفتی محمد حسن صاحب ؒ کی حیات ہی میں جامعہ اشرفیہ کی مجلس انتظامیہ

نے باتفاق رائے آپ کو جامعہ اشرفیہ کا نائب مہتمم مقرر کیا اور تدریس کے ساتھ نیابت اہتمام کے منصب پر بھی باحسن طریق خدمات انجام دینے لگے اور پھر حضرت مفتی صاحب ؒ کی رحلت تک اس عہدہ پر فائز رہ کر انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض کی بجا آوری میں مصروف رہے۔

یوں تو حضرت مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہٗ کی ساری اولاد کو نا گوں خصوصیات حاصل ہیں اور ماشاء اللہ سب کے رگ رگ میں دین رچا بسا ہوا ہے لیکن حضرت مولانا عبیداللہ صاحب ؒ حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب ؒ اور مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہٗ بڑے علماء وفضلاء میں شمار ہوتے ہیں، حضرت مولانا عبیداللہ صاحب ؒ کو اس لحاظ سے یہ فوقیت حاصل رہی ہے کہ آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی آغوش شفقت میں ہوئی اور یہ بہت بڑا اعزاز و سعادت ہے، حضرت حکیم الامت ؒ سے شرفِ شاگردی کے ساتھ یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ آپ بچپن ہی میں حکیم الامت ؒ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے اور یہ شرف وسعادت حاصل ہوئی کہ نو سال کی عمر سے بالغ ہونے تک حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ کی خدمت وصحبت نصیب ہوئی اور اپنے والد ماجد کے ساتھ تھانہ بھون کی حاضری کا شرف حاصل کیا اور حضرت حکیم الامت ؒ نے ''کتب صحاح'' اول تا آخر تبرکاً آپ کو پڑھائیں اور آپ حکیم الامت ؒ کے تلمیذ رشید کہلائے علاوہ ازیں آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ دارالعلوم دیوبند میں جب حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے پاس تلاوت بخاری شریف ہوتی تھی تو منتخب اور چیدہ طلباء ہی پڑھتے تھے جن گنے چنے منتخب اور جید طلباء دین کے اسماء گرامی شامل تھے ان میں حضرت مولانا عبیداللہ صاحب ؒ کا اسم گرامی سرفہرست ہے آپ نے جن عظیم المرتبت اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل کیا وہ بقول آپ کے ہر ایک علم وعمل کے درخشندہ آفتاب و ماہتاب تھے آپ ہمیشہ اپنے اکابر واساتذہ وشیوخ کے محبّ ومحبوب رہے اور ان کی خصوصی عنایات وتوجہات کا مرکز رہے تھے۔

فراغت تعلیم کے بعد سے لے کر آخر دم تک اعلیٰ تدریسی خدمات میں مصروف رہے۔۱۹۶۱ء میں اپنے والدگرامی ؒ کی رحلت کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم منتخب ہوئے اور آخر وقت تک تقریباً پچپن سال جامعہ کے مہتمم اعلیٰ رہے آپ کے برادران حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی ؒ اور حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی مدظلہ نائب مہتمم رہے اس عرصہ میں آپ نے جامعہ اشرفیہ کو بام عروج تک پہنچایا اور جامعہ کی بے مثال ترقی وتعمیر میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ نے عالم شباب میں اپنے والد ماجد کے ساتھ تحریک پاکستان میں عملی حصہ لیا اور ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں بے مثال خدمات انجام دیں اور تقریر وتحریر کے ذریعہ دینی فریضہ سرانجام دیتے رہے استحکام پاکستان کے لئے بڑا کام کیا اور ملک میں اٹھنے والے ہر فتنے اور باطل نظریات کا رد کیا اور کلمۂ حق ادا کیا۔

آپ نے تدریسی وعملی خدمات کے ذریعے ہزاروں تلامذہ پیدا کئے جو ملک وبیرون ملک دینی خدمات

میں مصروف ومشغول ہیں۔آپ ایک عظیم محدث،محقق ومدبر اور باصلاحیت منتظم تھے حق تعالیٰ شانہٗ نے آپ کو اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا انتہائی بااخلاق ملنسار،متواضع،منکسر المزاج اور لطیف الروح تھے خاموش طبیعت کے مالک تھے مگر ایک اعلیٰ مدرس،خطیب ومقرر تھے،آپ کا درس اعلیٰ ہوتا تھا ادا ادا سے علم چھلکتا تھا اکابر واسلاف کے واقعات آپ کے درس میں اکثر سننے میں آتے تھے آپ نے حضرت حکیم الامتؒ سے بیعت کی اور انہی کے مسلک ومشرب پرسختی سے پابند رہے خلافت واجازت کا تاج حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی ؒ نے سر پر سجایا اور اس طرح سے سلسلۂ اشرفیہ اور امدادیہ کے روشن چراغ رہے اور بزم اشرف کے عظیم فرد رہے۔

جامعہ اشرفیہ لاہور جو ایک دینی درسگاہ ہے زندگی بھر اس کی خدمت میں مصروف رہے،اور اسکی تعمیر وترقی کے لئے کوشاں رہے،شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ کے دوقومی نظریہ کے علمبردار رہے اور ان کی جماعت مرکزی جمعیت علماء اسلام ونظام اسلام پارٹی سے وابستہ رہے ان کے والد ماجد حضرت مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ مرکزی جمعیت علماء اسلام پاکستان کے صدر رہے اور آپ بھی مرکزی جمعیت علماء کرام پاکستان وپنجاب کے صدر رہے۔

۱۹۷۰ء میں آپ نے خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی ؒ کے ساتھ مل کر سوشلزم کے خلاف زبردست تحریک چلائی اور ملک کے دونوں حصوں میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان میں مرکزی جمعیت علماء اسلام پاکستان کی عظیم الشان کانفرنسوں میں بنفس نفیس آپ شرکت فرماتے رہے ۱۹۷۳ء میں کل پاکستان مرکزی جمعیت علماء اسلام ونظام اسلام پاکستان کے حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی ؒ صدر اور آپ نائب صدر منتخب ہوئے اسی دوران غالباً ۱۹۷۰ء میں کل پاکستان مرکزی جمعیت علماء اسلام کی عظیم الشان کانفرنس لاہور میں موچی دروازہ کے مقام پر منعقد ہوئی جس میں شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی،مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی،حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی،حضرت مولانا خیر محمد جالندھری،حضرت مولانا رسول خان ہزاروی،حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی،حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی،حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی • کے علاوہ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب ؒ بھی کانفرنس میں شریک تھے اور عظیم الشان کانفرنس کے اسٹیج پر اکابر علماء ومشائخ کے ساتھ آپ بھی رونق افروز تھے اس وقت احقر راقم الحروف نے پہلی مرتبہ غالباً آپ کی زیارت کی ہے جبکہ احقر کی عمر صرف پندرہ برس تھی بندہ کی خوش نصیبی ہے کہ ان اکابر علماء ومشائخ کی زیارت کا موقع نصیب ہوا، متعدد بار پھر جامعہ خیر المدارس ملتان میں آپ کی زیارت کا موقع ملا،پھر جامعہ اشرفیہ لاہور میں مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے اجتماعات میں آپ کی زیارات وملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا،بارہا حضرت ؒ سے مصافحہ ومعانقہ کی سعادت حاصل ہوئی مکہ معظمہ میں ۱۹۹۸ء میں حج کے موقع پر حرم پاک کے قریب ہی

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب قدس سرہ کے بیانات سننے کی سعادت احقر کو حاصل رہی جہاں حضرت مولانا عبیداللہ صاحب ؒ بھی باقاعدہ نمازِ عصر کے بعد حضرت شاہ ابرارالحق صاحب ؒ کے درس میں شریک ہوتے تھے۔

احقر راقم الحروف نے اپنی مرتب کردہ کئی تصانیف حضرت ؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر خود پیش کی ہیں جنہیں دیکھ کر آپ مسرت کا اظہار فرماتے اور اپنی پرخلوص دعاؤں سے نوازتے تھے، احقر نے حضرت ؒ کی خدمت میں کئی عریضے لکھے اور ان کے جوابات بھی حضرت نے لکھے تھے۔ ایک مرتبہ احقر کی درخواست پر آپ نے میری کتاب ذکرِ طیب ؒ کے لئے مضمون بھی قلمبند فرما کر ارسال فرمایا جو حکیم الاسلام قاری محمد طیب ؒ کی شخصیت و خدمات پر مشتمل تھا۔ احقر کی کتاب ''ذکرِ طیب ؒ'' میں حضرت ؒ کا یہ مضمون من وعن شامل کتاب ہے اسی طرح حیات احتشام کے لئے بھی حضرت ؒ نے اپنے تاثرات عالیہ قلمبند فرما کر ارسال کئے تھے مختصراً اپنے تعزیتی تاثرات بھی تحریر فرماتے ہیں۔

الغرض حضرت ؒ نے ہمارے اکابر کی وفات کے موقع پر اپنے تعزیتی کلمات تحریر کر کے ان کے ورثاء کو ارسال فرمائے، جن میں حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حضرت مولانا رسول خان ہزاروی اور حضرت مولانا خیر محمد جالندھری • شامل ہیں۔

ان حضرات اکابر علماء ومشائخ سے حضرت مولانا عبیداللہ صاحب ؒ کو قلبی محبت تھی کیونکہ یہ حضرات حضرت مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ کے محبّ ومحبوب تھے اسی لئے مولانا عبیداللہ صاحب ؒ کے بھی آخر وقت تک ان حضرات سے خصوصی تعلقات رہے اور ان حضرات کے صاحبزادگان سے بھی حضرت مولانا عبیداللہ صاحب ؒ اپنی پوری زندگی شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے رہے ہیں۔

احقر راقم الحروف نے حضراتِ اکابر علماء دیوبند کے حالات وخدمات پر مشتمل کتاب ''تذکرہ اکابر علماء دیوبند'' کے لئے حضرتِ اقدس ؒ سے ان کے حالات لکھنے کی درخواست کی تو حضرت ؒ نے بڑی محبت سے فرما دیا کہ اکابر علماء ومشائخ کے ساتھ میرے جیسے ناکارہ کا نام آنا ٹھیک نہیں۔ میں تو اکابر علماء دیوبند کا ادنیٰ سا شاگرد ہوں اور ان کا خادم ہوں آپ چونکہ مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے مرکزی صدر تھے آپ کی خواہش پر اور حکم پر جامعہ اشرفیہ لاہور میں جلس کے عظیم الشان اجتماعات منعقد ہوتے رہے اور آپ سرپرستی فرماتے رہے اکابر علماء ومشائخ جو حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے خلفاء ومتوسلین تھے جامعہ اشرفیہ میں جمع ہوتے تھے ایک عجیب نورانی وروحانی منظر ہوتا تھا پاکستان میں سے ہندوستان میں سے بنگلہ دیش میں سے اور دیگر ممالک سے حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ کے سلسلہ کے علماء اولیاء سب جامعہ اشرفیہ لاہور میں جمع ہوتے تھے یہ سب برکتیں ورحمتیں حضرت مولانا عبیداللہ صاحب ؒ کے وجود مبارک کی تھیں کیونکہ وہ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی کے بقول اس وقت دنیائے اسلام کے سب سے بڑے عالم دین تھے جن کی علمیت وروحانیت عالم اسلام میں پھیلی ہوئی ہے۔

الحمدللہ حضرت اقدس مولانا عبیداللہ صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی ؒ احقر راقم الحروف سے محبت وشفقت کا برتاؤ فرماتے رہے اور ہمیشہ حوصلہ افزائی اور دعاؤں سے نوازتے رہتے تھے۔ آپ حضرات کی زیارت وملاقات کا شرف حق تعالیٰ نے بارہا نصیب فرمایا جو میرے جیسے تہی دامن کے لئے بڑی سعادت ہے، جامعہ خیرالمدارس ملتان میں تعلیمی زمانہ سے لے کر آخروقت تک بے شمار مشاہدات وواقعات سامنے آئے مگر وہ یادیں باتیں قلمبند کرنے کی میری جرأت نہیں ہے، مجلس صیانۃ المسلمین کے اجتماعات ہوں یا مرکزی جمعیت علماء اسلام کے اجلاس ہوں یا کانفرنسیں ہوں، دارالعلوم کراچی کے جلسے ہوں یا جامعہ خیرالمدارس کے اجتماعات ہوں، آپ تشریف لے جاتے تھے اور عوام وخواص کو اپنی زیات وملاقات کا شرف بخشتے تھے، ہائے اب یہ نورانی چہرہ کہاں نظر آئے گا، ہم ان تمام زیارات وملاقات اور برکات سے محروم ہو گئے ہیں، پوری زندگی اسلام کے نفاذ کے لئے اپنے اکابر ومشائخ کے ساتھ مل کر عملی طور پر کوشاں رہے، جامعہ اشرفیہ لاہور میں برے بڑے اجتماعات آپ نے کروائے، حکیم الامت تھانوی ؒ کانفرنس جس کی صدارت جنرل محمد ضیاء الحق شہید مرحوم نے کی، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ سے متعلق سیمینار اور جامعہ اشرفیہ کا صد سالہ تقریب کا جلسہ اور بے شمار پروگرام حضرت ؒ کی کاوشوں کا نتیجہ تھے، ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت کی اولاد صاحبزادگان بھی حضرت ؒ کے مقدس پروگراموں کو جاری وساری رکھیں گے۔

بہرحال آپ ایک عظیم محدث کی حیثیت سے پوری حیات اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، ایک مبلغ اسلام اور مصلح کی حیثیت سے آپ نے پوری عمر اصلاح وارشاد کی مجالس سجائیں، مدارس دینیہ کے اجتماعات کو رونق بخشی، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی نائب صدر کی حیثیت سے عظمتِ مدارس کے لئے بڑا کام کیا، آپ کی کون کونسی خدماتِ جلیلہ کا ذکر کیا جائے اور آپ کے کون کون سے اوصاف وکمالات کا ذکر کیا جاوے، میرے قلم کی دسترس سے باہر ہے، ان شاء اللہ لکھنے والے حضرت ؒ کی خدمات اور آپ کے اوصاف وکمالات پر بہت کچھ لکھیں گے وہ پوری زندگی دین اسلام کی عظیم خدمات سرانجام دیتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جاملے اور ہم خدام وعاشقین پوری زندگی ان کی یادوں کو سینے سے لگا کر قلوب کو تسکین دیتے رہیں گے اور آپ کی دینی خدمات اور آپ کی شخصی عظمت کو سلام پیش کرتے رہیں گے۔

حق تعالیٰ شانہٗ درجاتِ عالیہ نصیب فرمائیں اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ رحمہ اللّٰہ رحمۃ واسعۃ۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے　　　سبزۂ نور تیرے گھر کی نگہبانی کرے۔

مشہور محدّث حضرت امام شعبیؒ کی سیرت کے چند تابناک گوشے

المرسل محترم مولانا محمد عبداللہ صدیقی (کراچی)

نام اور کنیت:

حضرات تابعین، محدثین، مجتہدین اور ائمہ محققین ٭ میں ایک مشہور و معروف نام امام شعبیؒ کا ہے۔ اصل نام تو ان کا عامر اور کنیت ابوعمرو ہے۔ قبیلہ شعب جو ہمدان کی ایک شاخ ہے اس کی طرف نسبت ہونے کے سبب شعبی کے لقب سے مشہور و معروف ہوگئے۔ آپ ؒ کی ولادت ایسے وقت میں ہوئی اور قیام ایسے مقام پر رہا کہ نبی کریم ﷺ کے (کم وبیش) پانچ سو ۵۰۰ صحابہ کرام ؓ سے آپ کو شرف ملاقات حاصل رہا اور ان میں سے (ایک روایت کے مطابق) اڑتالیس ۴۸ صحابہ کرام ؓ سے فیض یاب ہوئے۔ فقیہ الامت صحابی حضرت عبداللہ بن عمر ٭ کی خدمت میں دس مہینے مستقل قیام کر کے علوم و معارف اور حکمت و سنت مطہرہ سے دامن مراد بھرتے رہے۔ انہی بزرگان دین متین اور مشاہیر کے فیوض و برکات کے حصول کے سبب حضرت شعبیؒ امام العصر قرار پائے۔

آپ کوفہ میں جائے قیام رکھنے والے محترم تابعین میں سے ایک جلیل القدر اور خاص صاحب علم شخصیت تھے، جلیل القدر بہت علم والے، کوفی تابعی تھے۔ روایت ہے کہ عاشق و عامل سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام حضرت عبداللہ بن عمر ٭ ایک روز آپ کے پاس سے گزر رہے تھے۔ اس وقت آپ مغازی (غزوات نبوی) سے متعلق گفتگو کررہے تھے۔ سن کر حضرت ابن عمر ٭ نے فرمایا: میں نے ان لوگوں (صحابہ کرام ؓ) کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے مگر (اے شعبی!) آپ انہیں مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ امام زہریؒ نے بیان کیا ہے کہ علماء چار ہیں: مدینہ منورہ میں ابن مسیّبؒ کوفہ میں الشعبیؒ بصرہ میں امام حسن بصریؒ اور شام میں مکحولؒ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور رفاقت اور زیارت و بیٹھک کے ساتھ ساتھ علم کی دولت حاصل کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ امام شعبیؒ نے صحابہ کرام ؓ اور اجل تابعین محسنین ٭ کی بڑی جماعت سے سماع حدیث شریف کیا۔ صحابہ کرام ؓ میں سے حضرت علی، ابن وقاص، زید بن ثابت، سعید ابن زید، ابوموسیٰ اشعری، ابوہریرہ، نعمان بن بشیر وغیرہ وغیرہ ؓ سے احادیث روایت کی ہیں

علاوہ ان کے جلیل القدر تابعین ؒ سے آپ نے استفادہ کیا اور علم آگے بڑھایا۔ (تہذیب التہذیب)

حضرت امام شعبیؒ کے تلامذہ کا دائرہ کار بھی بہت وسیع ہے، علم حدیث میں آپ کے جید تلامذہ میں بڑے بڑے ناموں میں سے ابو اسحاق السبیعی، سعید بن عمرو، حصین بن عبدالرحمٰن داؤد بن ابی ہند، سماک بن حرب، عون بن عبداللہ، ابن عون، حضرت قتادہ، مجاہد بن سعید، مطرف بن طرف اور ابو حبان تیمی ؒ وغیرہ وغیرہ۔ (التہذیب)

معاصرین کی نظر میں:

علمی لحاظ سے آپ اپنے عہد کے امام تھے۔ حافظ ذہبیؒ نے آپ کو امام حافظ فقیہ اور متقن ذکر کیا ہے (تذکرۃ الحفاظ)

ابن عماد حنبلیؒ نے آپ کو امام البحر اور العلامۃ کے القاب سے یاد کیا ہے۔ (شذرات الذہب)

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ شعبیؒ جملہ علوم میں یگانہ عصر تھے ہر علم میں کمال حاصل تھا۔ قرآن کریم حدیث شریف، فقہ، مغازی، ریاضی، ادب اور شاعری میں انہیں یکساں دستگاہ حاصل تھی۔ قرآن پاک کے ممتاز قاری اور زعیم القراء کہلاتے تھے۔ تفسیر میں پورا ادراک حاصل تھا۔ (تذکرۃ الفاظ)

اتنا بڑا علم:

حدیث کے جلیل القدر حافظ بلکہ امام العصر تھے۔ علامہ ذہبی نے فرمایا: ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ نے اتنا علم کہاں سے حاصل کیا؟ انہوں نے جواب دیا: غم واندوہ کو بھلا دینے سے ملکوں ملکوں کی سیاحت سے گدھوں کی طاقت برداشت کرنے سے اور کوؤں کی سحر خیزی کے ذریعے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

محمد ابن سیرینؒ کے بقول آپ کا حلقۂ درس اس وقت قائم رہا جب اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک تعداد زندہ و جاوید تھی۔

عجیب وغریب حافظہ:

اللہ تعالیٰ نے امام شعبیؒ کو عجیب وغریب حافظے سے نوازا تھا۔ ایک دفعہ آپ کوئی حدیث سن لیتے ہمیشہ کے لئے حافظہ میں اور سینہ میں محفوظ ہو جاتی۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے کبھی بیاض کو کتابت سے سیاہ نہیں کیا ان کا گویا کہنا یہ تھا کہ علم وہ نہیں جو کتابی سطروں میں لکھ کر محفوظ کیا جائے بلکہ صحیح معنیٰ میں علم تو وہی ہے جو سینوں میں محفوظ اور دماغ و دل میں محفوظ کر لیا جائے، چنانچہ وہ کہتے کہ جب کسی نے کوئی حدیث سنائی تو وہ میرے سینہ میں محفوظ ہو گئی اور دوبارہ سننے کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔ (تذکرۃ الحفاظ۔ والتہذیب)

دوسروں سے علم کے حصول میں بڑے محتاط تھے۔ آپ کہتے کہ علم اس شخص سے حاصل کرنا چاہئے جس میں زہد و عبادت اور عقل و دانش دونوں جمع ہوں۔ تنہا عقل یا تنہا تقویٰ رکھنے والا علم کی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔ (تذکرۃ الحفاظ)

اہل حجاز، بصرہ اور کوفہ میں علمی مراکز کے محدثین کی احادیث کا ان سے بڑا کوئی حافظہ نہ تھا۔
(تذکرۃ الحفاظ)

ابن لیلیٰؒ نے کہا ہے کہ امام شعبیؒ صاحبِ آثار اور ابراہیمؒ صاحبِ قیاس عالم تھے۔

امتیازی فن فقہ:

اگرچہ آپ کو جملہ علوم وفنون میں یکساں ادراک حاصل تھا لیکن ان کا خاص اور امتیازی فن فقہ تھا۔ اس میں آپ اپنے عہد کے سب سے بڑے فقیہ سمجھے جاتے تھے۔ امام ابوالحسنؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام شعبیؒ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ ان کا فقہی کمال اتنا مسلّم تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں جو علوم نبوی کے حقیقی وارث تھے وہ مسند افتاء پر بیٹھ گئے تھے۔ حضرت ابن سیرینؒ نے ابوبکر ہذلیؒ سے کہا کہ شعبیؒ کے دامن سے وابستہ رہو کیونکہ وہ صحابہؓ کی بڑی تعداد کی موجودگی میں فتوٰی دیتے تھے۔
(تذکرۃ الحفاظ)

خوف وخشیت:

اتنی وسعت علمی اور ہر شعبہ میں کمال کے باوجود امام شعبیؒ کے خوف وخشیت کا حال یہ تھا کہ آپ کہا کرتے: اے کاش! میں اس علم سے برابر سرابر چھوٹ جاؤں۔ نہ مجھ سے اس کا مواخذہ ہو اور نہ مجھ کو اس کا صلہ ملے (طبقات ابن سعد)

اقوال زریں:

آپؒ نے فرمایا کرتے تھے کہ صالح مومنین اور صالح بنی ہاشم کو دوست رکھو لیکن رافضی نہ ہو جو چیز تمہارے علم میں نہیں ہے اس کی امید رکھو لیکن حربی نہ بنو۔ اس کا یقین رکھو کہ بھلائیاں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں اور برائیاں تمہارے نفس کی جانب سے۔

فرماتے: فقیہ وہ ہے، جو اللہ کی ممنوعات سے بچتا رہے اور عالم وہ ہے جو اللہ کا خوف کرتا رہے۔ تم لوگ استعداد علماء اور جاہل عبادت گزاروں سے بچتے رہو۔ (شذرات التہذیب)

حضرت حسن بصریؒ انہیں کثیر العلم فرماتے تھے۔

جیسے ابن عباسؓ:

ابن عیینہؒ کا بیان ہے کہ اہل علم نے کہا ہے کہ امام شعبیؒ اپنے زمانے میں ایسے ہیں جیسے ابن عباسؓ اپنے زمانے میں تھے، امام شعبیؒ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں کوفہ کے منصب قضاء پر مامور ہوئے۔ خلیفہ بن خیاطؒ نے کہا کہ شعبیؒ اور حسن بصریؒ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے مشہور قول کے مطابق حضرت امام شعبیؒ کی ۱۰۴ھ میں کوفے میں ہی وفات ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون.

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ﷫

تحریر :مولانا غازی عبدالرحمٰن قاسمی صاحب (ملتان)

حضرت مجدد الف ثانی ﷫ کا اسم گرامی احمد ہے سرہند کے مقام ۱۵۴۶ء میں پیدا ہوئے والد ماجد شیخ عبدالواحد کا شمار وقت کے مشائخ میں ہوتا تھا چنانچہ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر سیالکوٹ گئے وہاں منطق، فلسفہ، اور کلام کا علم مولانا کمال الدین کشمیری سے حاصل کیا اور تفسیر وحدیث اور فقہ کی تعلیم مولانا محمد یعقوب کشمیری ﷫ اور قاضی بہلول بدخشانی ﷫ سے حاصل کی ،سترہ برس کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہوکر اپنے وطن میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا،سلوک ومعرفت کی راہ میں قدم رکھا تو چشتیہ، سہروردیہ،اور قادریہ طریقے اپنے والد سے حاصل کیے پھر نقشبندیہ سلسلے میں حضرت خواجہ باقی باللہ سے بیعت ہوئے۔حضرت خواجہ ﷫ اس مرید کے روحانی احوال اور علمی صلاحیتوں سے بے حد متاثر ہوئے اوردل وجان سے ان کی تربیت کی ،۲۸صفر۱۰۳۴ھ کو۶۲ سال کی عمر میں انتقال کیا اور وہیں سرہند میں مدفون ہوئے۔(۱)

آپ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی ظلم وجبر،خدا سے غفلت اوردین کی صراط مستقیم سے دوری کا ماحول تھا۔مسلمان عقلیت اورتصوف،تشیع اورعلماء سو کے جدلی مباحثوں اورمناظرہ بازیوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔اکبر کا دربار تمام فتنوں کو ہوا دے رہا تھا وہ اسلام اورملت اسلامیہ کی انفرادیت مٹا کر مذاہب کی مشترک اورمخلوط بنیادوں پر وطنی قومیت اورمتحد کلچر کو فروغ دینا چاہتا تھا۔اس کے دربار میں یہ رائے عام تھی کہ ملت اسلامیہ جاہل بدووں میں پیدا ہوئی تھی کسی شائستہ اورمہذب قوم کے لیے یہ تعلیمات موزوں نہیں ہیں۔

نبوت،وحی حشر ونشر،جنت وجہنم ،ہر چیز کا مذاق اڑایا جارہا تھا قرآن کا کلام الٰہی ہونا مشتبہ،وحی کا نزول عقلاً مستبعد مرنے کے بعد ثواب وعذاب غیر یقینی البتہ تناسخ ممکن اوراقرب الی الصواب،معراج کو علانیہ محال قرار دیا جاتا، ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر کھلم کھلا حرف گیریاں کی جاتیں یہاں تک کہ محمد اوراحمد کے لفظ سے بھی بیزاری ہونے لگی اور جن کے نام یہ تھے ان کے نام تبدیل کیے جانے لگے،ابو الفضل نے روزہ،نماز،حج اوردوسرے دینی شعائر پر سخت اعتراضات کیے اوران کا مذاق اڑایا۔

۱۵۵۲ء میں ایک نئے مذہب دین الٰہی کی بنیاد رکھی گئی اس کے خلیفہ اول شیخ ابوالفضل منتخب ہوئے یہ اکبر کی ذہنی اختراع تھی اور جدت کی انتہاء تھی اس کے اصول وعقائد فرنگیوں اور پارسیوں و ہندووں سے ماخوذ تھے۔اس کا کلمہ ''لا الٰہ الا اللّٰہ اکبر خلیفۃ اللّٰہ '' قرار پایا،سلام مسنون کے بجائے اللہ اکبر اور جل جلالہ کا شعار اختیار کیا گیا، بیعت کے وقت عوم اپنا سر اکبر کے پاؤں پر رکھ دیتے تھے انہیں تعلیم دی جاتی کہ اخلاص چارگانہ کا خاص خیال رکھیں،یعنی ترک مال،ترک جان،ترک ناموس اور ترک دین،دربار شاہی میں تمام ہندوانہ رسوم ورواج رائج کیے گئے اور ایک ایک کر کے اسلامی شعائر کو رخصت کر دیا گیا۔حلال وحرام کی نئی شریعت وضع کی گئی،سود اور جوا حلال کر دیا گیا،اور خود ریاست کی سر پرستی میں قمار خانہ قائم ہوا،قمار خانوں کو ریاست کے شاہی خزانوں سے سودی قرض دیا جاتا تھا،شراب بھی طبی استعمال کے پردے میں جائز ہوگئی،عائلی قوانین بدل دیے گئے،چچا،ماموں،اور خالہ وغیرہ کی بیٹیوں سے نکاح حرام قرار دے دیا گیا،عزت وناموس اور غیرت وحمیت سے بیگمات کو عاری کرنے کے لیے مینا بازار لگوائے گئے،شاہی خواتین کو اس میں شرکت کی دعوت دی جاتی،شیر اور بھیڑیئے کا گوشت حلال ٹھہرایا گیا، گائے، بھینس،گھوڑا،بھیڑ،بکری اور اونٹ کے گوشت کی حرمت کا قانون نافذ کیا گیا،سور کو پاک جانور کہا گیا۔اوقاف پر قبضہ کر لیا گیا تا کہ منبر ومحراب اور خانقاہوں سے حق کا کلمہ بلند نہ ہو سکے جمعہ وعیدین اور اسلامی تقریبات کا اہتمام بھی اکبر نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا،شرعی ثبوت کے بغیر عید کا اعلان کر دیا جاتا،عربی پڑھنا پڑھانا عیب قرار پایا،اعلان کیا گیا عربی علوم کو ترک کر کے علوم نادرہ یعنی نجوم،حساب وطب،فلسفہ کے سوا کوئی علم نہ پڑھایا جائے۔

غرضیکہ اسلامی شعائر کا جس طرح مذاق اڑایا گیا اور اس پر مزید ستم یہ کہ علماء سوء کی ایک بڑی تعداد ان خرافات پر تائید کی مہر لگاتی رہی ان دردناک حالات میں شیخ احمد سرہندی ؒ نے طاغوت کا سر کچلنے کے لیے کمر ہمت کس لی۔سب سے پہلے آپ نے اسلامی نظریات کو صحیح خدوخال کو نمایاں کرنے اور غلط عقائد ونظریات کی بیخ کنی کا آغاز کیا،اکبری الحاد میں شیعہ اثرات کا بہت بڑا دخل تھا چنانچہ آپ نے رد روافض کے نام سے ایک رسالہ لکھا(۲)

ابوالفضل اور فیضی جیسے لوگ جو توحید ورسالت کے سلسلے میں ملحدانہ خیال رکھتے تھے چنانچہ ''اثبات النبوت'' نامی رسالہ لکھ کر ملحدین کے اقوال کی تردید کی اور ختم نبوت اور نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کیا، تصوف میں جو خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں ان کو دور کیا۔مشہور اور پرانے سلسلوں کو چھوڑ کر ایک ایسے طریق کی اشاعت کی جس کی پیروی شرح اسلام کی پیروی ہے،حضرت مجدد ؒ کے اختیار کردہ میں اتباع سنت کے اصول وفروغ بدرجہ اتم موجود ہیں اور ناپسندیدہ بدعات سے اجتناب بھی

ضروری ہے۔اس طریقے میں صحابہ کرام ☒ کے لباس ،صحابہ کرام کی معاشرت ، ویسے ہی افکار و اشغال ، ہر دم کی حضوری اور محاسبہ نفسی ، کم ریاضتی ، اور فیضان کثیر اور کمالات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت کی تعلیم سرفہرست ہے۔اس طریقے میں نہ تو چلہ کشی کی ضرورت ہے اور نہ سماع بالمزامیر کی اجازت ہے اور نہ ہی ذکر بالجہر کی ضرورت ہے۔نہ قبور پر روشنی کرنا ضروری ہے نہ سر کو جھکانا ، نہ بوسہ دینا اور نہ ہی مریدوں کو حکم ہے کہ وہ پیروں کے قدم چومتے رہیں اور نہ ہی عورتوں کی پیروں کی طرف سے بے پردگی کی اجازت ہے ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ نے طریقت کے مقابلے میں شریعت کو اہمیت دی۔آپ کا قول ہے کہ حال تابع شریعت ہے اور شریعت تابع احوال نہیں ،آپ فرماتے ہیں :۔" کہ بعض نام کے درویشوں پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ شریعت کی مخالفت پر جرات کرتے ہیں حالانکہ شریعت وہ چیز ہے کہ حضرت عیسیٰ ◆ اور حضرت موسیٰ ◆ آنحضرت ♏ کے بعد ہوتے تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے "،آپ نے خلاف شریعت امور کی اجازت نہیں دی۔

آپ نے عقیدہ وحدۃ الوجود کی نئی توجیہ پیش کی اور وحدۃ الشہود کا نظریہ پیش کیا جس سے مسلمان صوفیاء اور علماء کے اختلاف رفع ہو گئے ،اور واضح لفظوں میں اس حقیقت کی تبلیغ کی کہ اگر صوفیا کے حال وجد ،علوم ،معارف ،رموز و اشارات شریعت کے مطابق ہوں تو بہتر ورنہ سراسر خرابی اور عتاب ربانی کا سرمایہ ہیں۔اسی طرح آپ نے مدار فضیلت اتباع سنت کو قرار دیا۔

آپ نے درباری امراء اور سرداروں سے تعلقات قائم کیے اور ان سے خط و کتابت اور ان کی اصلاح احوال اور تعمیر کردار کی کوشش فرمائی۔ (۳)

اس وقت جو اعتقادی و عملی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں ان پر تبصرہ کیا اور خدا کی ذات وصفات ،شریعت کی ابدیت اور سنت و تصوف میں تطابق ، دنیا اور زخارف دنیا کی ناقدری اور بے وقعتی ، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام ☒ کی توقیر و اتباع وغیرہ کے مضامین پر ان کی الجھنوں کو رفع کیا۔

۱۰۱۴ھ میں اکبر کا انتقال ہوا اور جہانگیر اس کا جانشین بنا ،اکبر کے دور میں اسلام اور مسلمانوں پر جس طرح عرصہ حیات تنگ ہوا اور اس عظیم ملک میں اسلام کی بیخ کنی کا کام جس قوت اور منصوبہ بندی کے ساتھ کیا گیا وہ آپ کے دردمند دل کو مضطرب کرنے کے لیے کافی تھا جہانگیر کو اسلام کے ساتھ ایک طرح کی سلامت روی اور حسن اعتقاد تھا اور اس کو کسی نئے دین و آئین کے لاگو کرنے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی تاہم بہت سی خرافات اکبری دور کی ویسے ہی چلی آ رہی تھیں آپ نے بادشاہ کی طبعیت سے فائدہ اٹھا کر ہندوستان سے ان اثرات کو ختم کرنے کا ارادہ کیا۔

حضرت مجدد نے امرائے دربار کو تنفیذ شریعت کی ترغیب و تحریک پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے ایک مرید شیخ

بدیع الزمان کولشکر شاہی میں ارشاد وہدایت کے لیے بھی بھیجا اورانہیں اس سلسلہ میں بڑا کامیابی ہوئی اورفوجی سپاہی اورافسر بڑی تعداد میں آپ کے حلقہ ارادات میں داخل ہونے لگے (۴) جس سے ملحد امرائے لشکر دربار کو بڑی سخت تشویش ہوئی، چنانچہ انہوں نے سرتوڑ مخالفت کی، علماء سوء، جاہل صوفیوں اوراہل بدعت نے آلہ کارکا کام کیااورحضرت کے خلاف اک شورش بپا کردی گئی اورقتل تک کا فتوی دے دیا گیا (۵) چنانچہ آپ کو جہاں گیر نے دربار میں طلب کیاوہاں آپ نے دربار کے دستور کے مطابق بادشاہ کوسجدہ نہ کیااوربری جرات وبے باکی کے ساتھ باتیں کیں، اوراپنے خلاف پھیلی ہوئی باتوں کے سلسلے میں صحیح موقف پیش کیاچنانچہ جہاں گیر نے غضبناک ہوکر قلعہ گوالیار میں قید کرنے کا حکم دیادیاایک سال تک آپ قید میں رہے لیکن قید وبند کی صعوبتیں آپ کوشکست نہ دے سکیں اور نہ ہی آپ کے موقف میں کوئی لچک آئی بادشاہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، چنانچہ جہاں گیر نے آپ کونہائیت اعزاز واکرام کے ساتھ رہااورشہزادہ خرم (شاہ جہاں) کوآپ کے حلقہ ارادات میں داخل کردیا (۶)

آخرکار حضرت مجدد کی ان کوششوں اورمساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حق کوفتح ملی اورباطل کوذلت ورسوائی سے دوچار ہونا پڑا، جہاں گیرجیساشراب کامتوالاشریعت اسلام کا معتقد ہوااورترویج شریعت کے سلسلے میں متعدداقدامات کیئے خود لشکر شاہی اورامرائے دربار میں ایسادینداد عنصر پیدا ہواجس نے آگے چل کرمملکت کے نظام کواسلامی شریعت میں ڈھالنے کی کوشش کی۔

دوسری طرف ہندو مسلم تہذیب کامعجون مرکب تیار ہورہا تھااورہندو تحریک کے اثرات اپنارنگ لارہے تھے وہ سب آپ کی کوششوں سے نیم جان ہوگئے۔اوررفتہ رفتہ غیر مسلم اثرات مسلمانوں کے ذہن وفکر سے زائل ہوتے گئے اوراسلامی تہذیب وتمدن کوبرگو بارلانے میں موقع ملنے لگا۔

حوالہ جات:

(۱) الفرقان مجدد الف ثانی نمبر، صفحہ ۲۴۶، ۲۴۵، مضمون مختصر حالات مجدد الف ثانی، مولوی فاروق احمد ایم اے

(۲) مکتوبات امام ربانی، مجدد الف ثانی، چوتھا جوہر صفحہ ۷۹ تا ۸۱، از قاضی عالم الدین

(۳) تذکرہ مجدد الف ثانی، منظور احمد نعمانی، صفحہ ۹۶، ۹۵

(۴) حضرت مجدد الف ثانی، زوار حسین شاہ، سید، صفحہ ۱۹۶

(۵) حضرت مجدد کے سیاسی مکتوبات، آبادشاہ پوری، صفحہ ۷۰، ۷۱

(۶) تاریخ دعوتو جہاد برصغیر کے تناظر میں، عبیداللہ فہد فلاحی ڈاکٹر، صفحہ ۱۲۴

مسافران آخرت

ابوعمار فیاض احمد عثمانی

⌘ جامعہ خیر المدارس ملتان کے بانی، استاذ العلماء، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز جامعہ کے سابق ناظم وناظم تعمیرات، ولی کامل حضرت اقدس سید قمر الدین احمد شاہ صاحب ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۳/اپریل ۲۰۱۶ء بروز اتوار صبح پانچ بجے طویل علالت کے بعد تقریباً ۹۵ برس کی عمر میں انتقال کر گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم ایک ولی اللہ، درویش بزرگ تھے، ساری زندگی جامعہ خیر المدارس میں انتہائی سادگی سے گزاری۔ مرحوم شاہ صاحب ؒ اس زمانہ میں ایک حقیقی صوفی، متبع سنت اور ولی اللہ تھے، انتہائی خاموشی کے ساتھ تصوف وسلوک، وعظ ونصیحت اور بیعت کے ذریعے عوام الناس کی اصلاح اور رہنمائی فرماتے رہے، ہر خاص وعام سے انتہائی محبت اور کشادہ روئی سے پیش آتے، آنے والے مہمانوں کا کھلے دل سے اکرام فرماتے۔ دعائیں دیتے اور اکثر فرماتے کہ بس دعا کرو: ''اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے'' اکابر کی نہج پر مکمل زندگی انتہائی سادگی کے ساتھ بسر کی اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے اس طرح دنیا سے روانہ ہوئے کہ ۳ اپریل ۲۰۱۶ء کو لاہور میں ''عظیم الشان استحکام مدارس وپاکستان کانفرنس'' کے التواء کی وجہ سے جامعہ خیر المدارس کے جملہ اساتذہ کرام، طلبہ اور سینکڑوں علماء، قراء وحفاظ بھی آپ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے، یہ بقول مدیر الخیر استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد ازہر صاحب زید مجدہم ''حضرت شاہ صاحب ؒ کی کرامت تھی''۔ نماز جنازہ بعد نماز عشاء جامعہ خیر المدارس ملتان میں ادا کی گئی، امامت کے فرائض جامعہ کے رئیس اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زید مجدہم نے انجام دیے، نماز جنازہ میں جامعہ کے اساتذہ، طلبہ اور جنوبی پنجاب کے سینکڑوں علماء، قراء وحفاظ اور حضرت ؒ کے مریدین ومتعلقین نے کثیر تعداد میں شرکت کی، تدفین جامعہ کے قریبی قبرستان منظور آباد میں حضرت تھانوی ؒ کے خلیفہ سائیں طور شاہ صاحب ؒ کے پہلو میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب ؒ کے درجات بلند فرمائیں اور جملہ پسماندگان بالخصوص صاحبزادگان سید شمس الدین احمد اور مولانا سید بدر الدین احمد صاحب کو صبر جمیل واجرِ جزیل عطا فرمائے۔

⌘ ماہنامہ الخیر کے دیرینہ قاری اور جامعہ دار العلوم الحسینیہ شہداد پور، ضلع سانگھڑ (سندھ) کے صدر مدرس حضرت مولانا قاری محمد انور صاحب گزشتہ ماہ ۴۸ برس کی عمر میں انتقال کر گئے ہیں، مرحوم نے ساری زندگی قرآن پاک کی خدمت میں صرف کی، بیوہ، ایک بیٹا حافظ محمد حذیفہ اور دو بیٹیوں کے علاوہ سینکڑوں شاگرد سوگوار چھوڑے ہیں۔

⌘ ماہنامہ الخیر کے دیرینہ قاری حضرت مولانا مفتی رشید احمد حقانی زید مجدہم (پشتون آباد، کوئٹہ) کے والد

ماجد بزرگوار شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقادر صاحب ۲۷ فروری ۲۰۱۶ء مطابق ۱۸ جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ بروز ہفتہ بوقت نماز عصر ہارٹ اٹیک کے باعث انتقال کر گئے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب اور جملہ اعزہ واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

⌘ جامعہ کے فاضل مولانا ندیم عباس (خطیب وامام جامع مسجد مہاجرین، شہر سلطان) کی والدہ ماجدہ بھی یکم جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۱ مارچ ۲۰۱۶ء کو دل کے عارضے کی وجہ سے انتقال کر گئی ہیں، مرحومہ نیک سیرت، نماز روزہ کی پابند، صالحہ خاتون تھیں، بیوہ ہونے کے باوجود اپنے بیٹے کو عالم دین بنایا جو اپنی والدہ کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ہیں، نماز جنازہ حضرت مولانا ندیم عباس صاحب نے پڑھائی

⌘ میرے قریبی عزیز برادرم میاں جمیل احمد ارائیں کے والد ماجد حافظ امام بخش صاحب (میاں پور ارائیاں ،لودھراں) جو گزشتہ دنوں سلینڈر دھماکے میں زخمی ہو گئے تھے اور زیر علاج تھے، بالآخر ۱۴ جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۴ مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعرات انتقال کر گئے ہیں، مرحوم انتہائی نیک سیرت، خاموش طبع انسان تھے۔

⌘ ماہنامہ الخیر کے قاری جناب مولانا محمد شریف صاحب (امام جامع مسجد مُنے والا، مظفر گڑھ) کی والدہ ماجدہ بھی ۱۰ مارچ ۲۰۱۶ء کو انتقال کر گئی ہیں۔

⌘ ماہنامہ الخیر کے قاری حافظ رب نواز صاحب مدیر جامعہ سیدہ حفصہ ☐ للبنات علی پور (ضلع مظفر گڑھ) کے برادرِ نسبتی حافظ عطاء اللہ صاحب ۳۲ برس کی عمر میں ایک ٹریفک حادثہ میں ۱۷ فروری ۲۰۱۶ء کو انتقال کر گئے ہیں، مرحوم نیک سیرت تھے، پسماندگان میں بیوہ اور چار بچے سوگوار چھوڑے ہیں۔

⌘ جامعہ خیر المدارس کے فاضل مولانا محمد طیب قاسمی کے والد حافظ غلام محمد انتقال کر گئے۔

⌘ مدرسہ اسلامیہ دینی درسگاہ خانگڑھ ضلع مظفر گڑھ کے مدرس مولانا محمد طیب قریشی کی نانی صاحبہ بھی وفات پا گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جملہ مسافرانِ آخرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، قارئین الخیر سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

﴿بقیہ کتب نما﴾ سے بے نیاز مولانا زاہد الراشدی زندہ دل، خندہ جبیں اور سراپا اخلاق ومروت ہیں مسند تدریس پر شیخ الحدیث کی حیثیت سے جلوہ گرہ ہوتے ہیں تو عوامی خطابات میں ایک قادر الکلام، شیریں مقال ،صاحب استدلال مقرر نظر آتے ہیں۔

خطبات راشدی (جلد دوم) آپ کے مختلف موضوعات پر انتالیس خطبات ہیں، یہ خطبات من وعن آپ کے الفاظ میں نہیں بلکہ ان میں قدرے اختصار کیا گیا ہے، مگر علماء وخطباء ان کے مطالعہ سے بہترین تقریر یا خطبہ تیار کر سکتے ہیں، آج کل ''خطبات'' کی بھرمار ہے، مگر کبھی کبھی کوئی قابل تحسین چیز بھی سامنے آجاتی ہے، خطبات راشدی جلد دوم کا تعلق انہی نوادر سے ہے۔

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت بہتر صفحات: ۳۷۰ رعایتی قیمت: ۳۰۰ رابطہ: 0300-9496702

نقد ونظر

محمد ازہر

کُتب نُما

صفوۃ المفاتیح لتوضیح مشکوٰۃ المصابیح (جلد اول):

افادات: حضرت مولانا عبدالغفار صاحب زید مجدہم جمع وتحقیق: مولانا عبدالرب

ناشر : مکتبہ فریدیہ E/7 اسلام آباد پاکستان

درس نظامی میں دورۂ حدیث شریف سے ایک سال قبل پڑھائی جانے والی حدیث شریف کی شہرۂ آفاق کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' کی اہمیت، ضرورت، افادیت اور خصوصیت اساتذہ وطلبہ حدیث شریف سے مخفی نہیں، ماہرین اساتذہ کرام مشکوۃ شریف کی مباحث اس جامعیت کے ساتھ بیان فرماتے ہیں کہ انہیں دورۂ حدیث کے لیے حقیقی معنوں میں موقوف علیہ کہا جاسکتا ہے، اگر طلبہ عزیز مشکوۃ شریف کی احادیث کو ضروری تشریح وتفصیل کے ساتھ ذہن نشین کرلیں تو انہیں نہ صرف علم حدیث سے مناسبت پیدا ہوجاتی ہے بلکہ دورۂ حدیث میں بھی اعانت وسہولت ہوجاتی ہے۔ حضرت مولانا عبدالغفار صاحب جامعۃ العلوم الاسلامیہ الفریدیہ اسلام آباد کے مہتمم اور استاذ الحدیث ہیں، دیگر اسباق کے ساتھ مشکوۃ شریف جلد ثانی کا بھی درس دیتے ہیں، آپ کے تلمیذ رشید مولانا عبدالرب صاحب نے آپ کی درسی تقاریر کو ضبط کرنے کے علاوہ درس میں بیان کردہ احادیث اور فقہی مسائل کی تخریج بھی فرمائی ہے، امید ہے کہ یہ شرح حدیث شریف کے طلبہ وطالبات کے لیے اس لحاظ سے نافع ہوگی کہ اس میں بے جا تطویل کی بجائے اختصار وجامعیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

کاغذ، کمپوزنگ، طباعت بہتر صفحات: ۶۳۲ قیمت: درج نہیں رابطہ: 0307-3339699

خطبات راشدی (جلد دوم):

افادات: حضرت مولانا زاہد الراشدی زید مجدہم شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

ترتیب : قاری جمیل الدین اختر

ملنے کا پتہ : انجمن خدام الاسلام (رجسٹرڈ) حنفیہ قادریہ ۲۸۵ جی ٹی روڈ، باغبان پورہ، لاہور

صاحبِ خطبات حضرت مولانا زاہد الراشدی زید مجدہم کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں، کئی شخصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس ناکارہ کے قلم سے یہ جملہ نکلا ہوگا کہ ''.................قناعت وسادگی اور بے نفسی کا پیکر تھے'' غالب یہ ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ مبالغہ آمیزی بھی ہوتی ہے، مگر ہمارے مخدوم ومحترم حضرت مولانا زاہد الراشدی زید مجدہم کے بارے میں یہ جملہ سو فیصد حقیقت پر مبنی ہے، جبہ وقبہ اور عالمانہ وضع قطع

﴿بقیہ صفحہ نمبر ۴۸ پر﴾

جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم
حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی مصروفیات واسفار

ضبط وترتیب: مولانا شبیر احمد بہلوی (ملتان)

مجلس شوریٰ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے اجلاس کی صدارت:

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق یکم فروری ۲۰۱۶ء بروز سوموار۔ حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے جامعہ فاروقیہ شجاع آباد ضلع ملتان کی مجلس شوریٰ کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔

☆مولانا عبیداللہ ؒ کی وفات پر تعزیت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے مولانا عبدالعزیز ؒ شجاع آبادی کے صاحبزادے اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل مولانا عبیداللہ ؒ کی وفات پر ان کے صاحبزادوں سے تعزیت کی۔

چیئرمین دنیا میڈیا گروپ سے اظہارِ تعزیت:

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۷ فروری ۲۰۱۶ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے دنیا میڈیا گروپ کے چیئرمین میاں عامر محمود سے ان کے والد میاں ظہور الحق کی وفات پر تعزیت کی۔

☆کمشنر ملتان ڈویژن سے اظہار تعزیت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے کمشنر ملتان ڈویژن کیپٹن (ر) اسداللہ خان سے ان کی والدۂ نسبتی کی وفات پر لاہور میں تعزیت کی۔ مولانا احمد حنیف جالندھری مدظلہ بھی لاہور کے اس سفر میں ہمراہ تھے۔

جامعۃ الخیر لاہور کی تقریب درسِ قرآن میں خطاب:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے جامعۃ الخیر لاہور کے ماہنامہ پروگرام درسِ قرآن کریم میں خطاب کیا۔

کینیڈین ڈپٹی ہائی کمشنر سے اسلام آباد میں ملاقات:

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ فروری ۲۰۱۶ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم نے اسلام آباد میں کینیڈین ڈپٹی ہائی کمشنر سے ملاقات اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔

چیئر مین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان سے ملاقات:

یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۰؍فروری ۲۰۱۶ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے اسلام آباد میں اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے چیئر مین مولانا محمد خان شیرانی سے ملاقات کی۔

☆ گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد سے کراچی میں ملاقات:

۵؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴؍فروری بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے قائدین اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کے ہمراہ گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد سے ملاقات کی اور سوسائٹی ایکٹ 1860 میں ترمیم و حکومتی اقدامات پر تحفظات سے آگاہ کیا۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صوبائی ناظمین کے اجلاس میں شرکت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ فاروقیہ کراچی میں صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم کی زیر صدارت منعقدہ صوبائی ناظمینِ وفاق و معاونین کے اجلاس میں شرکت کی، اس اجلاس میں اہم امور پر مشاورت اور فیصلے کئے گئے۔ یہ اجلاس دو روز تک جاری رہا۔

اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ کی رہائش گاہ پر منعقدہ اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت کی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ کی نماز جنازہ سے قبل خطاب:

۹؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۸؍فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ خیر المدارس ملتان کے شیخ الحدیث اور حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگرد حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ کی نماز جنازہ کے شرکاء سے خطاب کیا۔ مولانا احمد حنیف جالندھری مدظلہ نے بھی اپنے اور ہمارے محبوب استاذ مکرم کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

مولانا خواجہ خلیل احمد و مولانا طارق جمیل کی آمد اور تعزیت:

۱۰؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۹؍فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل، حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد، مولانا ارشاد احمد، مفتی محمد طاہر مسعود، مولانا ظفر احمد قاسم اور دیگر علماء کرام جامعہ خیر المدارس تشریف لائے حضرت مہتمم صاحب سے جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ کی وفات پر تعزیت کی۔

استحکام مدارس کانفرنس لاہور سے متعلق اجلاس میں شرکت:

۱۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۳؍فروری ۲۰۱۶ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے

جامعہ اشرفیہ لاہور میں ''استحکام مدارس کانفرنس''، لاہور سے متعلق اجلاس میں شرکت کی۔

جامع مسجد القریش ملتان میں خطبہ جمعۃ المبارک:

۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۶ر فروری ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے کاروانِ مدنی کے ڈائریکٹر قاری امان اللہ مدنی کی دعوت پر جامع مسجد القریش ملتان میں نماز جمعہ کے موقع پر خطاب کیا۔

جامعۃ الخیر لاہور میں قرآن کریم کا درس دیا:

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۸ر فروری ۲۰۱۶ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعۃ الخیر لاہور کے ماہانہ پروگرام درسِ قرآن کریم میں خطاب کیا۔

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کی تشریف آوری اور ملاقات:

۲۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۱۶ء بروز منگل قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم جامعہ خیر المدارس تشریف لائے جامعہ کے صدر مدرس شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق ؒ کی وفات پر حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم اور مولانا میمون احمد مدظلہ سے تعزیت کی۔ بعد ازاں جامعہ کے کتب خانہ میں الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا کے نمائندوں سے ملاقات اور موجودہ ملکی صورتحال پر گفتگو کی۔

بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں ورکشاپ سے خطاب:

۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲ر مارچ ۲۰۱۶ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے ورلڈ کونسل آف ریلیجز کے زیر اہتمام اسلامک ریسرچ سنٹر زکریا یونیورسٹی ملتان میں منعقدہ دوروزہ فروغ امن ورکشاپ سے خطاب کیا۔

مولانا قاری محمد امیر ؒ مہتمم جامعہ رحیمیہ فتح العلوم ملتان کی وفات پر تعزیت

۲۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۴ر مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ رحیمیہ فتح العلوم ملتان کے مہتمم، جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل، حضرت مولانا قاری رحیم بخش ؒ کے ممتاز شاگرد مولانا قاری محمد امیر ؒ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں ان کے صاحبزادوں مولانا محمد طاہر، مولانا عبداللہ، قاری محمد طیب سے تعزیت کی۔

کمشنر ملتان و دیگر شخصیات سے ملاقات:

اسی روز کمشنر ملتان ڈویژن کیپٹن (ر) اسداللہ خان طارق، جماعت اہلسنت پنجاب کے ناظم اعلیٰ مولانا فاروق خان سعیدی، ڈاکٹر محمد صدیق قادری، محمد ایوب مغل جامعہ میں تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے مولانا محمد صدیق صاحب ؒ کی وفات پر تعزیت کی۔

جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقدہ اجلاس میں شرکت:

۲۶ / جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۶ / مارچ ۲۰۱۶ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے استحکام مدارس کانفرنس کے سلسلہ میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی، بعدازاں کانفرنس کے مقام گلشن اقبال پارک لاہور کا معائنہ کیا۔ مولانا احمد حنیف جالندھری مدظلہ بھی ہمراہ تھے۔

جامعہ عثمانیہ پشاور میں منعقدہ اجلاس کی صدارت:

۲۹ / جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ / مارچ ۲۰۱۶ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے استحکام مدارس کانفرنس لاہور کے سلسلہ میں صوبہ خیبر پختونخواہ کے مسئولین وفاق کے اجلاس منعقدہ جامعہ عثمانیہ پشاور میں شرکت کی۔

مولانا جمال بادشاہ (برمنگھم) سے ملاقات:

حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے برمنگھم (برطانیہ) سے تشریف لائے ہوئے مہمان مولانا جمال بادشاہ سے اسلام آباد میں ملاقات اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا۔

اسلام آباد: موسمی اور ماحولیاتی تبدیلی سے متعلقہ سیمینار سے خطاب:

۳۰ / جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۰ / مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے موسمی اور ماحولیاتی تبدیلی اور تغیرات سے متعلق اسلام آباد میں منعقدہ سیمینار سے خطاب کیا۔

مولانا عبیداللہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور کی نماز جنازہ میں شرکت:

یکم جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۱ / مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا عبیداللہ ؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور نماز جنازہ سے قبل فکرانگیز خطاب کیا۔

اہل مدارس ضلع بہاولنگر کے اجلاس کی صدارت:

۲ / جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۲ / مارچ ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ فیض الاسلام چک مدرسہ ضلع بہاولنگر میں منعقدہ اہل مدارس (مہتممین و منتظمین) کے اجلاس کی صدارت کی بہاولنگر پہنچنے پر مولانا معین الدین وٹو، حاجی طالب حسین اور قاری نور احمد نے علماء کی کثیر تعداد کے ہمراہ استقبال کیا۔

جرمنی کے ماہر تعلیم پروفیسر جمال ملک سے ملاقات:

۴ / جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴ / مارچ ۲۰۱۶ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم سے جرمنی کے ماہر تعلیم پروفیسر جمال ملک صاحب نے جامعہ خیرالمدارس ملتان میں ملاقات کی اور جرمنی کے

تعلیمی اداروں اور پاکستان کے مدارس کے درمیان تعلیمی اُمور پر باہمی تعاون کے سلسلہ میں گفتگو کی۔

☆ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں منعقدہ اجلاس میں شرکت:

۵/جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۵/مارچ ۲۰۱۶ء بروز منگل حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں استحکام مدارس کانفرنس لاہور کے سلسلہ میں منعقدہ کراچی کے مہتممین حضرات کے اجلاس میں شرکت کی۔

صدر وفاق، صدر دارالعلوم کراچی سمیت اہم شخصیات سے ملاقاتیں:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے کراچی میں صدر وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم صدر دارالعلوم کراچی مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم جامعہ بنوریہ کراچی کے مہتمم مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مدظلہم سے ملاقات کی۔

دفتر روزنامہ اوصاف کراچی کا دورہ اور انٹرویو:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے روزنامہ اوصاف کراچی کے دفتر کا معائنہ کیا اور انٹرویو بھی دیا۔

حرا فاؤنڈیشن سکول کراچی کی تقریب تشکر میں شرکت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے دارالعلوم کراچی کے عصری تعلیمی ادارے حرا فاؤنڈیشن سکول کے حفاظ طلبہ کے اعزاز میں منعقدہ تقریب تشکر میں شرکت کی۔

جامعہ رحیمیہ کوئٹہ میں منعقدہ اجلاس کی صدارت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم کراچی سے بذریعہ جہاز کوئٹہ تشریف لے گئے اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے فیض یافتہ مولانا غلام رسول صاحب کے ادارے جامعہ رحیمیہ کوئٹہ میں صوبہ بلوچستان کے مسئولین وفاق المدارس العربیہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ یہ اجلاس استحکام مدارس کانفرنس لاہور کے بارے میں تھا۔ بعد ازاں کوئٹہ میں ہی پریس کانفرس سے خطاب کیا۔

جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں علماء کرام سے ملاقات اور پریس کانفرنس:

۶/جمادی الاخری ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶/مارچ بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں علماء کرام سے ملاقاتیں کیں اور پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

۵۵

اشتہار کفالت جامعہ

۵۶

اشتہار گندم جامعہ